

مختصر تعارف

تحریک وہابیت

از

مولانا فروغ احمد اعظمی مصباحی

صدر المدرسین علیمیہ، جمہور شاہی، ضلع بستی

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

نور مسجد کافندی بازار میٹھارہ کراچی

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان کی سرگرمیاں

ہفت واری اجتماع:-

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان کے زیر اہتمام ہر پیر کو بعد نماز عشاء تقریباً ۱۰ بجے رات کو نور مسجد کاغذی بازار کراچی میں ایک اجتماع منعقد ہوتا ہے جس سے مقتدر و مختلف علمائے اہلسنت مختلف موضوعات پر خطاب فرماتے ہیں۔

مفت سلسلہ اشاعت:-

جمعیت کے تحت ایک مفت اشاعت کا سلسلہ بھی شروع ہے جس کے تحت ہر ماہ مقتدر علمائے اہلسنت کی کتابیں مفت شائع کر کے تقسیم کی جاتی ہیں۔ خواہش مند حضرات نور مسجد سے رابطہ کریں۔

مدارس حفظ و ناظرہ:-

جمعیت کے تحت رات کو حفظ و ناظرہ کے مختلف مدارس لگائے جاتے ہیں جہاں قرآن پاک حفظ و ناظرہ کی مفت تعلیم دی جاتی ہے۔

درس نظامی:-

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان کے تحت رات کے اوقات میں درس نظامی کی کلاسیں بھی لگائی جاتی ہیں جس میں ابتدائی پانچ درجوں کی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔

کتب و کیسٹ لائبریری:-

جمعیت کے تحت ایک لائبریری بھی قائم ہے جس میں مختلف علمائے اہلسنت کی کتابیں مطالعہ کے لیے اور کیسٹیں سماعت کے لیے مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ خواہش مند حضرات رابطہ فرمائیں۔

مختصر تعارف

تحریک وصالیت

از

مولانا فروغ احمد اعظمی مصباحی

صدر المدرسین علمیہ، جمہور شاہی، ضلع بستی



جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار میٹھا در کراچی

فہرست

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۳۳	اسماعیل دہلوی کے عقائد و نظریات	۴	تعارف مصنف
۳۴	تقویۃ الایمان کے اثرات	۸	پیش لفظ
۳۵	تقویۃ الایمان اور انگریز		وہابیت کی پیدائش
۳۶	وہابیت ہی دوسرے نئے فرقوں کا سرچشمہ ہے	۱۱	یہود و نصاریٰ اور اسلام
۳۷	تقویۃ الایمان اور علماء دہلی	۱۲	ابن تیمیہ کا تعارف
۴۰	انکار تقلید اور اسماعیل دہلوی	۱۳	امت سے اختلاف
۴۳	غیر مقلدیت	۱۴	ابن تیمیہ کے عقائد
	فکر ولی اللہی اور وہابیت	۱۵	وہابیت کا فکری بانی، ابن تیمیہ حرائی
۴۵	فکر ولی اللہی سے ہم آہنگی کی حقیقت	۱۶	علماء اسلام اور ابن تیمیہ
۴۶	وہابیوں کی حرکت		وہابیت اور جزیرۃ العرب
۴۸	الحاق کی مثال	۱۸	وہابیت کا عملی بانی محمد بن عبدالوہاب نجدی
۴۸	مزارات پر شاہ صاحب کی حاضری	۱۹	ابن تیمیہ سے فکری استفادہ
۵۰	شاہ صاحب کے حقیقی نظریات	۲۱	شیخ نجدی فرنگی جال میں
۵۰	شاہ صاحب اور تقلید	۲۵	شیخ نجدی اور انکار تقلید
	تقلید	۲۵	شیخ نجدی کا تعاقب
۵۲	تقلید کی ضرورت	۲۶	شیخ نجدی کے عقائد و نظریات اور اعمال
۵۳	تقلید کا مطلب		وہابیت اور ہندوستان
۵۳	تقلید کس پر واجب ہے	۲۷	اسماعیل دہلوی سے پہلے مسلمانوں کی مذہبی حالت
۵۴	تقلید شخصی واجب ہے	۲۹	اعلیٰ حضرت کی فکر متواتر اور حق ہے
۵۵	چاروں مذاہب فقہ حق ہیں	۳۰	ہندوستان میں وہابیت کا داخلہ اور اسماعیل دہلوی
۵۶	چاروں مذاہب کی مثال		عقیدہ اسلاف سے اسماعیل کی بغاوت
۵۶	غیر مقلدین کے لئے لمحہ فکریہ	۳۲	اور بزرگوں کی ناراضگی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ

نام کتاب : (مختصر تعارف) تحریک وہابیت

مصنف : مولانا فروغ احمد اعظمی مصباحی

ضخامت : 56

تعداد : 2000

سن اشاعت : جولائی 2004ء

مفت سلسلہ اشاعت : 123

☆☆ ناشر ☆☆

جمعیت اشاعت اہلسنت

نور مسجد، کاغذی بازار، بیٹھادر، کراچی۔ فون: 2439799

تعارف مصنف

ایک نظر میں

از: - حضرت مولانا محمد نظام الدین قادری علیہی مصباحی

تاریخی نام:

محمد فروغ (۱۳۷۸ھ)

نام و نسب:

فروغ احمد اعظمی بن ممتاز احمد بن مولوی محمد قمر الدین اعظمی اشرفی بن محمد شفیع بن دین محمد

خاندانی ماحول:

دینی، مذہبی، والد گرامی الحاج ممتاز احمد مکمل تیس برس تک شمس العلوم گھوسی کی نظامت کے عہدے پر فائز رہے۔

نانیہالی رشتہ:

شیخ العلماء حضرت مولانا غلام جیلانی اعظمی علیہ الرحمہ (نانا)، فقیہ اعظم ہند حضرت مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی علیہ الرحمہ (ماموں)

تاریخ پیدائش:

شوال ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۹۵۹ء (درج اسناد تاریخ پیدائش: ۵ دسمبر ۱۹۶۲ء)

مولد:

محله کریم الدین پور، گھوسی، ضلع منو

تعلیم:

ناظرہ (گھریلو تعلیم)، پرائمری و عربی فارسی تا مولویت (شمس العلوم گھوسی)، علیت و فضیلت (الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ)

اساتذہ کرام: ناظرہ:

جن خدیجہ خاتون صاحبہ

پرائمری: ماسٹر محمد ابوالحسن صاحب، ماسٹر عبدالرزاق صاحب،

ماسٹر محمد صوفی صاحب (اساتذہ پرائمری شمس العلوم گھوسی)

عربی، فارسی وغیرہ: ماسٹر محمد ایوب صاحب، مولانا فداء المصطفیٰ

صاحب، مولانا سیف الدین صاحب شمس، مولانا محمد عاصم صاحب اعظمی، مولانا عبدالمنان صاحب کلیسی، مولانا ابواللیث صاحب اعظمی مجددی، مولانا قمر الدین صاحب قمر اشرفی اور مولانا حاجی شفیق احمد صاحب عزیزی (اساتذہ عربی و فارسی شمس العلوم گھوسی)

مولانا اعجاز احمد صاحب مبارکپوری، مولانا یسین اختر صاحب مصباحی، مولانا افتخار احمد صاحب قادری، مولانا نصیر الدین صاحب، مولانا عبدالشکور صاحب، مولانا عبداللہ خاں صاحب عزیزی، علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قادری، مولانا محمد شفیع صاحب اعظمی علیہ الرحمہ، مفتی عبدالمنان صاحب اعظمی، مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی علیہ الرحمہ (اساتذہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور)

فراغت:

۱۹۸۳ء الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

اسناد:

ادیب، ادیب ماہر، ادیب کامل (جامعہ اردو علی گڑھ)، منشی، منشی (ہندی)، کامل، مولوی، عالم، فاضل ادب، فاضل دینیات، فاضل طب (امتحانات عربی فارسی بورڈ الہ آباد)، فاضل علوم اسلامیہ (الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور)

عقد مسنون:

۲۸ مارچ ۱۹۸۶ء، ہمراہ حامدہ خاتون بنت انعام الحق صاحب مرحوم گھوسی۔

اولاد:

تین لڑکے: فرحان احمد غازی، محمد کامران انس، ابو قافہ محمد عفان۔ چار لڑکیاں: سعیدہ رباب، مریم زیبا، آسیہ خاتون، ناجیہ خاتون۔ بعد فراغت سے تاحال: دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی۔

تدریس:

اعزازات و مناصب: (۱) صدر شعبہ ادب: دارالعلوم علیمیہ جہد اشاہی بستی

(۲) صدر المدرسین: دارالعلوم علیمیہ جہد اشاہی بستی، ۳۲ جنوری

۱۴۰۲ء سے

(۳) بانی رکن: لکھنشاں لائبریری شمس العلوم گھوسی

(۴) بانی رکن: الجمع النورانی جہد اشاہی بستی

(۵) صدر سابق: نیچرس ایسوسی ایشن مدارس عربیہ اتر پردیش بستی

(۶) رکن: دارالمصنفین (مجلس برکات مبارکپور)

(۷) ہندوستان کے مختلف نمایاں دینی تعلیمی اداروں بشمول

الجامعۃ الاشرفیہ سے منصب تدریس کی پیش کش

علمی و قلمی خدمات: (۱) زمانہ طالب علمی سے لے کر اب تک ملک کے طول و عرض

میں شائع ہونے والے مضامین

(۲) ”الشمس“ سالانہ میگزین شمس العلوم کی ادارت

(۳) ترجمہ ”تھنہ الوہابیہ“

(۴) ترجمہ ”التوسل بالنبی“

(۵) ترجمہ ”صور من حیۃ الصحابہ“

(۶) ”قادیانیت اور تحریک تحفظ ختم نبوت“

(۷) شرح عربی ”المعلقات السبع“

(۸) تحریک وہابیت

(۹) ”الشباب الاسلامی“ سالانہ عربی میگزین کی ادارت

(۱۰) فتاویٰ امجدیہ، تذکرہ علماء گھوسی اور دیگر کچھ اہم کتب کی

تدوین و ترتیب میں خصوصی تعاون

(۱۱) جامعۃ البنات شمس العلوم گھوسی اور دارالعلوم علیمیہ کی

نصاب سازی

شوق و مشغلہ: تدریس، تصنیف و تالیف، اشاعتی و علمی اداروں کا تعاون، شعر

گوئی، بزرگوں کے آستانوں پر حاضری

شرف بیعت: مجاہد ملت حضرت مولانا محمد حبیب الرحمن صاحب قادری علیہ الرحمہ

خلافت: فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد صاحب امجدی علیہ الرحمہ

اجازت حدیث: (۱) مفسر قرآن حضرت علامہ مبین الدین صاحب محدث امروہہ

رحمۃ اللہ علیہ

(۲) بحر العلوم حضور مفتی عبدالمنان صاحب قبلہ شیخ الحدیث

شمس العلوم گھوسی و سابق شیخ الحدیث الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور

(۳) شرف ملت حضرت علامہ عبدالکیم شرف قادری صاحب قبلہ

شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، پاکستان

نوٹ: حضرت شرف ملت نے ان تمام علوم دینیہ تفسیر، حدیث، فقہ، عقائد و تصوف کی

اجازت دی ہے، جن کی اجازت شرف ملت کو مشائخ کرام سے حاصل ہے۔

پیش لفظ

از:- حضرت مولانا مفتی محمد اختر حسین قادری علیہ
مفتی و استاذ دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی

بسم الله الرحمن الرحيم

لک الحمد یا اللہ وعلیک الصلوۃ والسلام یا رسول اللہ
کچھ عرصہ قبل راقم الحروف نے غیر مقلدین کی جانب سے نکلے ایک کتاب کا رد ازلہ فریب
کے نام سے لکھا تھا بحمدہ تعالیٰ وہ کتاب چھپ کر اہل علم تک پہنچ چکی ہے خدا کرے کہ غیر
مقلدین اپنی ضد اور ہٹ دھرمی سے باز آئیں اور امت مسلمہ کے شیرازہ کو مزید نہ
بکھیریں۔

ازلہ فریب کا مقدمہ لکھنے کے لئے میں نے استاذ محترم ادیب شہیر حضرت مولانا
فروغ احمد اعظمی مصباحی صدر المدرسین دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی سے کہا حضرت مصباحی
صاحب نے راقم کی خواہش پر ازراہ عنایت بڑی دلچسپی سے ایک گرانقدر مقدمہ سپرد قلم فرمایا
اس مقدمہ کو جب حضور فقیہ ملت مخدوم معظم حضرت مفتی جلال الدین احمد امجدی قدس سرہ نے
ملاحظہ کیا تو فرمایا اسے الگ سے کتابی شکل میں بھی شائع ہونا چاہئے۔

خدائے ذوالجلال کا کرم و فضل ہے کہ حضور فقیہ ملت قدس سرہ کی تمنا کو پایہ تکمیل تک
پہنچانے کے لئے صاحب مقدمہ کے شاگرد رشید مولانا محمد سعید نورانی علیہ صاحب نے
ضلع کبیر نگر کے ایک مخیر اور صاحب ثروت جناب الحاج محمد عبدالعزیز نظامی صاحب کو اس
کی اشاعت کے لئے تیار کر لیا چنانچہ انہیں حضرات کے تعاون سے یہ مقدمہ رسالہ کی شکل
میں آپ کے سامنے ہے۔

جناب محمد عبدالعزیز نظامی صاحب کے سینے میں ملت اسلامیہ کی تعمیر و ترقی اور اس کی
فلاح و بہبود کے لئے ایک دھڑکتا ہوا دل ہے جو برابر قوم و ملت کے لئے متحرک رہتا ہے
اسی دل میں خطیب البراہین حضرت صوفی نظام الدین صاحب قبلہ مدظلہ العالی کی عقیدت
وارادتمندی کا سمندر موجزن ہے اور اکابرین اسلام سے الفت و محبت کا چراغ بھی جل رہا
ہے اس وقت اپنے مرشد گرامی کی علمی و روحانی یادگار جامعہ حضرت صوفی نظام الدین قصبہ
لہرولی بازار کی آبیاری میں سینھ صاحب اپنا سب کچھ لگائے ہوئے ہیں (موصوف کی مذہبی
دلچسپی کا اندازہ اسی سے لگایا جاسکتا ہے کہ انہوں نے حضرت اعظمی صاحب کی جملہ تصانیف
کو شائع کرنے کا ذمہ لے لیا ہے۔) اللہ تعالیٰ ان کے مال و اولاد اور علم و عمل میں برکت
بخشے اور ایمان و سعادت میں پختگی عطا فرمائے (آمین)

میری کتاب ازلہ فریب چونکہ غیر مقلدین کے رد میں ہے اس لئے کتاب کی
مناسبت سے حضرت اعظمی صاحب نے وہابیت و غیر مقلدیت کی پیدائش اور عروج و ارتقاء
سے لے کر عالم اسلام پر اس تحریک کے نتائج و اثرات تک کا بڑی سلیقہ مندی سے جائزہ لیا
ہے اور اس کے معمولات و عقائد، افکار و نظریات اور امت مسلمہ و سواد اعظم سے علمی و فکری
بغاوت و انحراف اور علماء اسلام پر افتراء و بہتان تراشی کی مذموم حرکات کو نہایت ذمہ داری
اور خوش اسلوبی سے تحریر کا جامہ پہنایا ہے۔

حضرت اعظمی صاحب کا انداز تحریر بڑا ہی شستہ و سنجیدہ اور علمی ہوتا ہے جس موضوع پر
قلم اٹھاتے ہیں اس کے تمام گوشوں کو اپنے مخصوص اسلوب بیان میں پیش کر کے قلم کاری کا
حق ادا کر دیتے ہیں ابھی سال بھر قبل ان کی ایک کتاب قادیانیت اور تحریک تحفظ ختم نبوت
عالم اسلام کی آفاقی تنظیم آل ورلڈ اسلامک مشن نے ہالینڈ سے شائع کر کے مفت تقسیم کی ہے
جسے علمی طبقہ میں بڑی مقبولیت حاصل ہوئی یونہی مختلف موضوعات پر متعدد مقالات و
مضامین ملک کے موقر رسائل و اخبارات کی زینت بن چکے ہیں اور تاہنوز یہ سلسلہ جاری
ہے مزید برآں خود اعظمی صاحب ملک کے طول و عرض میں ہونے والے علمی و تحقیقی

سیمیناروں میں شرکت فرماتے رہتے ہیں، موصوف کی انہیں خوبیوں کی بدولت ان کے اساتذہ کرام بھی ان پر بہت کرم فرماتے ہیں مرکز تربیت افتاء اور جھانگ کے بانی حضرت فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی قدس سرہ بھی اپنی خصوصی نظر عنایت سے نوازتے اور مرکز تربیت افتاء کے بعض اہم کاموں کی ذمہ داری بھی سونپ دیتے تھے آپ نے انہیں ازراہ کرم نوازی سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ امجدیہ کی خلافت و اجازت بھی عطا فرمائی مولیٰ تعالیٰ ان بزرگوں کے فیوض سے عالم اسلام کو مستفیض فرمائے اور راہ حق کے متلاشی کے لئے اس رسالہ کو مینارہ نور بنائے آمین بحرمۃ النبی الکریم علیہ و علی آلہ الف الف صلاة و تسلیم

محمد اختر حسین قادری علیمی
خادم الافاء والتدریس دارالعلوم علیہ جمد اشاہی بستی

۱۷ ذیقعدہ ۱۴۲۲ھ
یکم فروری ۲۰۰۲ء

تحریک وہابیت

آغاز، عروج و ارتقاء اور عقائد و نظریات یہود و نصاریٰ اور اسلام

یہود و نصاریٰ دونوں اسلام دشمن طاقتیں ابتدائے اسلام ہی سے کبھی کھل کر اور کبھی چھپ کر اسلامی وحدت پارہ پارہ کرنے اور مسلمانوں کی شوکت و قوت ختم کرنے کے مختلف طریقے اپناتی رہی ہیں۔ یہ طاقتیں کبھی بھی اس سے غافل نہیں رہیں۔ اس مقصد کے حصول کے لئے انہوں نے دولت و ثروت اور اقتدار و حکومت کا بھی سہارا لیا ہے اور اپنی قوم کی بہن بیٹیوں کی عزت و آبرو کی نیلامی کا بھی، اس کے لئے انہوں نے بے پناہ دولت و ثروت بھی خرچ کی، اقتدار و حکومت کا لالچ بھی دیا ہے اور اقتدار و حکومت چھینا بھی ہے، انہوں نے اپنے مقصد کی تکمیل کے لئے جس قدر بھی طریقے اپنائے ان سب میں کامیاب رہے۔ لیکن سب سے بڑی کامیابی انہیں جس طریقے سے ملی وہ طریقہ یہ تھا کہ انہوں نے مسلمان علماء اور حکمرانوں کی شکل میں مسلمانوں کی صف میں کچھ ایسے غلط عناصر داخل کر دیئے۔ یا پیدا کر دیئے جنہوں نے مسلم و محقق اور معمول و مقبول عقائد و نظریات میں شکوک و شبہات پیدا کئے اور صاحب اقتدار بن کر اندر ہی اندر اسلامی اقتدار کی جڑیں کھودیں اور اسلام و مسلمانوں کو زبردست نقصان پہونچایا جس کے نتیجہ میں اسلامی حکومتیں کمزور ہو کر ختم ہوتی رہیں۔ اور اسلام میں نئے نئے فرقے پیدا ہوتے رہے۔

اس کامیاب سازشی طریقے کی واضح ترین مثال جزیرۃ العرب میں محمد بن عبدالوہاب نجدی اور آل سعود، تحریک وہابیت، اور مملکت سعودیہ عربیہ ہے۔

محمد بن عبد الوہاب نجدی جیسے یہود و فرنگ کے ایجنٹ علماء سونے مستند اسلامی اصولی و فروعی عقائد و نظریات کے خلاف بے شمار نئے عقائد و نظریات کو رواج دیا اور انہیں مسلمانوں میں پھیلا کر مسلمانوں کے ایمان و عقیدے کو متزلزل اور مشکوک بنا دیا۔ جن کے نتیجے میں مسلمان نظریاتی و فکری اعتبار سے متحد نہ رہ سکے اور ان کا ملی شیرازہ بکھر گیا، وہ فرقہ بندی کا شکار ہو گئے اور دولت عثمانیہ کا خاتمہ ہو گیا۔ محمد بن عبد الوہاب نجدی نے ان نئے افکار و خیالات کو ابن تیمیہ نے لیا اور اسے اپنا فکری امام بنایا۔

ابن تیمیہ کا تعارف:

ابن تیمیہ کا پورا نام تقی الدین احمد ہے، مگر اس نے اپنی کنیت ابن تیمیہ سے شہرت پائی۔ ۶۶۱ھ مطابق ۱۲۶۳ء میں حران ترکی میں پیدا ہوا۔ سات سال کی عمر میں دمشق شام ہجرت کر گیا۔ اور وہیں حفظ قرآن کیا۔ اور مذہبی تعلیم مکمل کی پھر دمشق ہی میں درس و افتاء کا کام شروع کیا۔ یہی جگہ اس کا میدان عمل بنی۔ جب اس کے نئے نئے دینی نظریات سامنے آنے لگے تو اس دور کے علماء نے اس کی جم کر سرکوبی کی۔

جب اس کا یہ باطل نظریہ سامنے آیا کہ ”رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کی زیارت کے لئے سفر کرنا ناجائز بلکہ سفر معصیت ہے۔“ تو قسانی اخنائی مائگی نے سلطان ناصر مصر کو درخواست دی کہ ابن تیمیہ کو اس بے ادبی کی وجہ سے قتل کرادیا جائے، اس محضرتامہ پر اور علماء نے بھی تائیدی دستخط کئے، نتیجہ یہ ہوا کہ سلطان ناصر نے ابن تیمیہ کو دمشق کے قلعہ میں قید کر دیا اور جمعہ ۱۰ شعبان ۷۲۶ھ کو دمشق کی جامع مسجد میں شاہی اعلان سنایا گیا کہ ابن تیمیہ کو انبیاء کی قبروں کی زیارت سے منع کرنے پر قید کی سزا دی جاتی ہے۔ آئندہ سے وہ کوئی فتویٰ نہیں دے سکتے۔

(امام ابن تیمیہ محمد یوسف کوکنی ص: ۵۶۳، ۵۶۵)

دو سال بعد اسی قید خانے میں ۷۲۸ھ میں دمشق میں فوت ہو گیا۔

ابن تیمیہ کہنے کو تو حنبلی المذہب تھا، مگر صحیح معنوں میں تقلید کا مخالف تھا عالم اور ذہین تو

بہت بڑا تھا۔ مگر طبیعت میں آزادی اور جدت تھی۔ علم و ذہانت اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، مگر سلامتی فکر و نظر اور اصابت رائے کی توفیق میسر نہ ہو تو علم و ذہانت، زحمت و مصیبت بن جاتے ہیں۔ اس لئے علماء اسلام کی روش سے ہٹ کر اس نے بہت سی فکری و نظریاتی بدعتیں ایجاد کیں۔ اور کئی ایک مسائل میں قرآن و حدیث، سنت و شریعت اور اجماع امت سے اختلاف کیا جس کا بروقت مسکت جواب بھی دیا گیا۔ مشہور مؤرخ ابن بطوطہ نے ابن تیمیہ کو جنونی اور فاجر العقل عالم کہا ہے۔

امت سے اختلاف:

شاہ ابوالحسن زید فاروقی نے ابن تیمیہ کے اختلافی مسائل کی درجہ بندی کرتے ہوئے شمار یاتی جائزہ لیا ہے، لکھتے ہیں:

”ان (ابن تیمیہ) کے اختلافی مسائل چار درجات کے ہیں۔ (۱) پہلا درجہ ان مسائل کا ہے کہ ابن تیمیہ نے اپنے امام احمد بن حنبل کے مشہور قول کو چھوڑا اور غیر مشہور قول کو لیا ہے، ایسے چھپیس مسائل ہیں۔ (۲) دوسرا درجہ ان مسائل کا ہے جن میں ابن تیمیہ نے اپنے امام کی تقلید چھوڑی ہے اور باقی تین اماموں میں سے کسی امام کے قول کو اختیار کیا ہے۔ اور ایسے سولہ مسائل ہیں۔ (۳) تیسرا درجہ ان مسائل کا ہے جن میں چاروں اماموں کے مذہب کو چھوڑا ہے اور ایسے سترہ مسائل ہیں۔ (۴) چوتھا درجہ ان مسائل کا ہے جن میں انہوں نے جمہور کے مسائل چھوڑا ہے، انہوں نے امت کے اجماع کی قدر نہیں کی ہے اور ایسے انتالیس مسائل ہیں۔

تیسرے اور چوتھے درجہ کے مسائل (۱۷+۳۹=۵۶ مسائل) کی وجہ سے علماء امت آپ کے مسلک سے بے زار ہوئے ہیں۔ یہ چھپن (۵۶) مسائل ارشاد نبوی ”علیکم بالسواد الاعظم“ (بڑی جماعت کا اتباع کرو) اور ”اتبعوا السواد

الاعظم فانه مَنْ شَذَّ شَذَفَى النار“ (بڑی جماعت کی پیروی اپنے اوپر لازم کرو جو تنہا رہا تنہا جہنم میں گیا)۔ کی وعید میں آرہے ہیں، ان مسائل میں چاروں مذاہب (فقہ) کے علماء آپ کے اختیار کردہ مسائل سے بے زار ہیں۔
(مقدمہ زیارت خیر الانام ترجمہ شفاء السقام، ص: ۷، ۸)

ابن تیمیہ کے عقائد:

- ابن تیمیہ کے کچھ عقائد علامہ ابن حجر مکی شافعی، دمشقی [متوفی ۹۷۴ھ] نے علامہ تاج الدین سبکی [متوفی ۷۷۷ھ] کے حوالے سے نقل کئے ہیں:
- جن مسائل میں ابن تیمیہ نے خرق اجماع کیا ہے، ان میں سے چند یہ ہیں:
- (۱) حالت حیض میں اور جس طہر میں ہمبستری کی ہے طلاق نہیں واقع ہوتی۔
 - (۲) نماز اگر چھوڑ دی جائے تو اس کی قضاء واجب نہیں۔
 - (۳) حالت حیض میں بیت اللہ کا طواف کرنا جائز ہے اور کوئی کفارہ نہیں۔
 - (۴) تین طلاق سے ایک ہی طلاق پڑتی ہے۔
 - (۵) تیل وغیرہ پتلی چیزیں چوہا وغیرہ کے مرنے سے نجس نہیں ہوتیں۔
 - (۶) بعد ہمبستری غسل کرنے سے پہلے رات میں نفل پڑھنا جائز ہے، اگرچہ شہر میں ہو۔
 - (۷) جو شخص اجماع امت کی مخالفت کرے اسے کافر و فاسق نہیں کہا جائے گا۔
 - (۸) خدائے تعالیٰ کی ذات میں تغیر و تبدل ہوتا ہے۔
 - (۹) اللہ تعالیٰ جسم والا ہے، اس کے لئے جہت ہے اور وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا ہے۔
 - (۱۰) خدائے تعالیٰ بالکل عرش کے برابر ہے، نہ اس سے چھوٹا ہے نہ بڑا۔
 - (۱۱) جہنم فنا ہو جائے گا۔
 - (۱۲) انبیاء کرام علیہم السلام معصوم نہیں ہیں۔

- (۱۳) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی مرتبہ نہیں ہے۔
- (۱۴) ان کو وسیلہ بنانا حرام ہے۔
- (۱۵) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا گناہ ہے۔
- (۱۶) ایسے سفر میں نماز میں قصر جائز نہیں۔

(فتاویٰ حدیثیہ، ص: ۱۱۶)

وہابیت کا فکری بانی ابن تیمیہ حرانی ہے:

ابن تیمیہ سے پہلے اس طرح کے نئے عقائد یکجا کس دور کے یہاں نظر نہیں آئے، لہذا مجموعی طور پر ان باطل عقائد کی بدعت کا موجد یہی ہے۔ اس کے یہی تفردات بعد میں وہابیت کے بنیادی عقائد بنے اور اسے انہیں کی بناء پر جمہور علماء امت اور چاروں مذاہب کے فقہاء، نیز متکلمین اور صوفیاء نے بد مذہب و گمراہ قرار دیا اور ان کا خوب رد و ابطال کیا۔ حتیٰ کہ ابن تیمیہ کو قید بھی جھیلنی پڑی۔

علامہ ابن حجر الجوهري المنظم میں لکھتے ہیں:

”ابن تیمیہ کے وہ خرافات (عقائد) جن کا قائل اس سے پہلے کوئی عالم نہیں تھا اور جن کی وجہ سے وہ مسلمانوں کے درمیان آفت و مصیبت بن گیا، ان میں ایک یہ ہے کہ اس نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مدد طلب کرنے اور آپ کو وسیلہ بنانے کے عقیدے سے انکار کیا۔“

(المعلومات النافعة، ص: ۲۷۳، از: - علامہ احمد جودت پاشا)

کم و بیش انہیں نظریات کو محمد بن عبد الوہاب نجدی نے اختیار کر کے ان کی تبلیغ و اشاعت کی، محمد بن عبد الوہاب سے پہلے ابن تیمیہ کے شاگرد ابن قیم اور بعد میں قاضی شوکانی نے ہر چند کہ ابن تیمیہ کی فکری ہمنوائی کی ہے، اور اس مشن کو آگے بڑھانے کی کوشش کی ہے، لیکن جس سرگرمی کے ساتھ محمد بن عبد الوہاب نے اس نئی فکر کو مسلمانوں پر تھوپا اور قبول کرنے کے لئے

مجبور کیا، یہاں تک جنگ وجدال اور قتل سے بھی باز نہیں آیا ہے وہ صرف محمد بن عبدالوہاب نجدی کا حصہ ہے۔

اس لئے اب ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ وہابیت کا فکری بانی ابن تیمیہ ہے۔ اور اس فکر کا معمار و علمبردار اور عملی بانی محمد بن عبدالوہاب نجدی ہے، اور اس کی غیر معمولی محنت و دلچسپی اور سرگرمی کی وجہ سے یہ غیر اسلامی تحریک اسی کے نام پر ”تحریک وہابیت“ کہلائی، اور اس کے ماننے والوں کو ”وہابی“ کہا گیا۔

علماء اسلام اور ابن تیمیہ:

ابن تیمیہ کے ہم عصر اور بعد کے علماء حق نے اس کا بھرپور رد کیا۔ ابن تیمیہ کا زمانہ جلیل القدر ائمہ علماء کا زریں دور تھا۔ انہیں علماء میں تقی الدین ابن تیمیہ حرانی کے معاصر علامہ ابوالحسن علی تقی الدین سبکی (ولادت ۶۸۳ھ وفات ۷۵۶ھ) بھی ہیں، جو اپنے وقت کے شیخ الاسلام تھے، اور بڑے سنجیدہ اور ٹھنڈے دل و دماغ کے عالم تھے، آپ نے مسئلہ طلاق میں ابن تیمیہ کا رد لکھا۔ وہ ابن تیمیہ کی نظر سے گذرا، تو اس نے آپ کی تعریف کی۔ اور لکھا ہے کہ سبکی اپنے اقران میں ممتاز ہیں۔ آپ نے زیارت روضہ اطہر کے جواز اور کارثواب ہونے پر ابن تیمیہ کے رد میں ”شفاء السقام“ کے نام سے مشہور کتاب لکھی۔ جو اردو میں بھی دستیاب ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی (وفات ۸۵۲ھ) نے ”فتح الباری“ شرح بخاری میں علامہ بدرالدین عینی حنفی نے ”عمدة القاری“ شرح بخاری میں، علامہ ابن ہمام حنفی (وفات ۶۸۱ھ) نے ”فتح القدیر“ شرح ہدایہ میں ابن تیمیہ کا خوب رد کیا ہے۔

علامہ شہاب الدین ابن حجر ہیتمی شافعی مصنف فتاویٰ حدیثیہ (متوفی ۹۷۴ھ) ابن تیمیہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

”ابن تیمیہ ایسا شخص ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اسے نامراد کیا اور گمراہ فرما دیا۔ اور اس کو اندھا، بہرا بنا دیا۔ اور اس کو ذلت سے دوچار کیا۔ اور ان باتوں کی تصریح

ان اماموں نے کی ہے جنہوں نے اس کے احوال کے فساد اور اس کے اقوال کے جھوٹ کو ظاہر کیا ہے۔“

جو شخص ان باتوں کا تفصیلی علم حاصل کرنا چاہتا ہے اسے لازم ہے کہ وہ اس امام کے کلام کا مطالعہ کرے جس کی امامت و جلالت پر سب علماء کرام کا اتفاق ہے۔ اور جو مرتبہ اجتہاد پر فائز ہے۔ یعنی علامہ ابوالحسن تقی الدین علی سبکی رحمۃ اللہ علیہ۔ اور ان کے فرزند علامہ عبدالوہاب تاج الدین سبکی اور شیخ امام عزالدین بن جماعہ اور ان کے ہم عصر شافعی، مالکی، حنفی کی کتابوں کو پڑھے..... ابن تیمیہ کے بارے میں یہی عقیدہ رکھا جائے کہ وہ بد مذہب، گمراہ، دوسروں کو گمراہ کرنے والا اور حد سے تجاوز کرنے والا ہے۔ خدائے تعالیٰ اس سے انتقام لے اور ہم سب لوگوں کو اس کی راہ اور اس کے عقیدوں سے اپنی پناہ میں رکھے، آمین!

ابن تیمیہ نے اسلاف امت حتیٰ کہ صحابہ کرام اور خلفاء راشدین پر بھی بیجا تنقیدیں اور کھلی گستاخیاں کی ہیں، علامہ ابن حجر مکی نے لکھا ہے:

(ابن تیمیہ کا خیال ہے کہ) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تین سو سے زائد غلط فتوے دیئے۔ (فتاویٰ حدیثیہ، ص: ۱۰۰)

علامہ ابن حجر عسقلانی نے ابن تیمیہ کا یہ قول تحریر کیا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ زبردست تھے۔ (الدرر الکامنہ، ج: ۱، ص: ۱۵۵)

علامہ احمد جودت پاشا لکھتے ہیں:

”ابن تیمیہ کہتا ہے کہ ”مذہب (فقہ) کے ائمہ نے بعد میں دین کے اندر اپنی راکیں داخل کر دی ہیں۔“ نیز فرماتے ہیں کہ ایک حنبلی عالم نے لکھا ہے کہ ”ابن تیمیہ مذاہب (اربعة) کی تقلید نہیں کرتا تھا۔“ (المعلومات النافعة، قسم ۲، ص: ۲۶۸، ۲۷۶)

غیر مقلد عالم نواب صدیق حسن بھوپالی نے بھی ابجد العلوم میں لکھا ہے کہ ابن تیمیہ تقلید کا قائل نہیں تھا۔

وہابیت اور جزیرۃ العرب

وہابیت کا عملی بانی محمد بن عبدالوہاب نجدی:

وہابی مکتب فکر کی فکری بنیاتی الدین احمد بن تیمیہ حرائی (ولادت ۶۶۱ھ/۱۲۶۳ء متوفی ۷۲۸ھ/۱۳۲۸ء) نے ڈالی پھر کئی صدیوں کے بعد انگریزی سازش کا شکار ہو کر محمد بن عبدالوہاب نجدی (ولادت ۱۱۱۱ھ/۱۶۹۹ء یا ۱۱۱۵ھ/۱۷۰۳ء متوفی ۱۲۰۶ھ/۱۷۹۲ء) نے جزیرۃ العرب میں ابن تیمیہ کے ”فکری ہیولی“ کو ”صورت“ بخشی اور ”وہابیت“ کا پیکر تیار ہوا۔ امیر درعیہ محمد بن سعود نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کو وہابی فکر کی عمارت تعمیر کرنے میں سیاست و اقتدار کے ذریعہ ہر ممکن تعاون دیا امیر مذکور نے ۱۱۵۹ھ میں محمد بن عبدالوہاب نجدی کی اطاعت کی، اس کے بعد نجدی دعوت نجد میں اور جزیرۃ عرب کے مشرقی حصوں میں عمان تک پھیل گئی۔

امام عبداللہ بن عیسیٰ بن محمد صنعانی نے ۱۲۱۸ھ میں تحریر کردہ اپنی کتاب ”السیف الہندی“ میں لکھا ہے: ”محمد بن عبدالوہاب، عبدالعزیز نجدی کے محلہ میں فروکش ہوا، عبدالعزیز نے بیعت کی اور وہاں کے لوگ اس کے مددگار ہوئے، ان لوگوں نے ”درعیہ“ کے قرب و جوار کی بستیوں میں اپنا مسلک پھیلایا۔ جب محمد بن عبدالوہاب کے ساتھ ایک قوی جماعت ہو گئی تو یہ قانون نافذ کر دیا کہ جو شخص غیر اللہ کو آواز دے یا کسی نبی یا فرشتے یا عالم کا وسیلہ لے وہ مشرک ہے، اس کا ارادہ مشرک ہو یا نہ ہو“ [مولانا اسماعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان، ص: ۱۶، از: شاہ ابوالحسن زید فاروقی]

علامہ ابن عابدین اپنی کتاب ”شامی“ میں لکھتے ہیں کہ:

”نجد سے محمد بن عبدالوہاب کے پیرو نکلے اور انہوں نے حرمین پر قبضہ کیا وہ اپنے کو اگرچہ حنبلی کہتے ہیں، لیکن ان کا عقیدہ یہ ہے کہ مسلمان صرف وہی ہیں، جو بھی ان کے عقائد کے خلاف ہو وہ مشرک ہے۔ بنا بریں انہوں نے اہل سنت کو اور ان کے علماء کو قتل کرنا مباح قرار دیا ہے۔“ (رد المحتار (شامی) ج: ۳، ص: ۳۹)

ابن تیمیہ سے فکری استفادہ

محمد بن عبدالوہاب نجدی ابن تیمیہ ہی کی کتابیں پڑھ کر اس کی فکر سے متاثر ہوا، پھر اسی کو اپنایا بھی اور عام بھی کیا، اس بات کی شہادت غیر مقلدین کے ایک پیشوا نواب صدیق حسن خاں بھوپالی نے بھی اپنی کتاب ابجد العلوم میں دی ہے:

جسے شاہ ابوالحسن زید فاروقی نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”محمد بن عبدالوہاب نے شیخ ابوالعباس ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد ابن القیم الجوزیہ کی بعض تالیفات کا مطالعہ کیا ہے اور صحیح طور پر سمجھے بغیر ان دونوں کی تقلید کی ہے، حالانکہ یہ دونوں تقلید کو ناجائز سمجھتے ہیں۔“

[مولانا اسماعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان، ص: ۱۸]

شاہ ابوالحسن زید فاروقی، علامہ ابوالحسن علی نقی الدین سبکی شافعی کی کتاب ”شفاء السقام“ کے اردو ترجمہ ”زیارت خیر الانام“ کے مقدمہ میں ہمارے اس دعوے کی تائید میں کہ ”محمد بن عبدالوہاب نجدی نے ابن تیمیہ ہی کی فکر کو اپنایا اور پھیلایا“ رقمطراز ہیں:

”چند سال سے عاجز سن رہا ہے کہ حجاز مقدس میں حج کے موقع پر دنیا کی مختلف زبانوں میں رسالے تقسیم کئے جاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کی زیارت کی نیت سے مدینہ منورہ کو جانا جائز نہیں ہے۔“

یہ غلط بات سب سے پہلے ابن تیمیہ حرائی حنبلی نے کہی ہے۔ پھر محمد بن عبدالوہاب نجدی

نے بہ زور شمشیر اس باطل مسلک کو نجد اور ملھات نجد میں پھیلا یا اور ان کے ماننے والوں کے لئے اب اس کی تبلیغ، ایمان کا جزء بن کر رہ گئی ہے۔ [مقدمہ زیارت خیر الانام، ص: ۵] بقول ”انور شاہ کشمیری“ ابن عبد الوہاب نجدی ایک بے وقوف اور کم علم شخص تھا، کافر کہنے کے حکم میں جلد بازی کرتا تھا۔ [فیض الباری، ج: ۱، ص: ۱۷۰] ابن عبد الوہاب اپنی آزاد خیالی، بے عقلی، کم علمی اور جاہ طلبی کے سبب یہودی اور فرنگی سازش کا شکار ہو گیا تھا۔

ترکی کے مشہور عالم علامہ احمد جودت پاشا متوفی ۱۳۱۲ھ/۱۸۹۳ء [جو وہابی تحریک اور ترک عثمانیوں کی تاریخ پر گہری نظر رکھتے ہیں اور جنہوں نے بارہ جلدوں میں عثمانیوں کی تاریخ مرتب کی ہے] تحریر فرماتے ہیں:

یہودی، اسلام کے سخت قسم کے جھگڑا دشمن ہیں، عبد اللہ بن سبا یہودی پہلا وہ شخص ہے، جس نے دین اسلام کو تباہ کرنے کے لئے فتنوں کی آگ بھڑکائی، یہ ملک ”یمن“ کا ایک یہودی تھا، اس نے حقیقی مسلمان اہل سنت کے خلاف شیعہ فرقے کو جنم دیا، یہودیوں نے ہر دور میں شیعہ علماء کا روپ اختیار کر کے اس فرقہ شیعہ کی مدد کی اور یہودیوں نے ہی دین اسلام کو کمزور کرنے کے لئے فرنگیوں کے ساتھ مل کر ”لندن“ میں تو آبادیاتی وزارت کی بنیاد رکھی اور یہودیانہ مکر و فریب اور چال بازیوں سے لیس جاسوس پیدا کئے اور تمام ملکوں میں روانہ کیئے، انہیں جاسوسوں میں ہمفرے بھی ہے، جس نے ۱۱۲۲ھ/۱۷۱۰ء میں شہر ”بصرہ“ میں محمد بن عبد الوہاب نجدی کو اپنا شکار بنایا اور سالہا سال اسے مکر و فریب کی تعلیم دیتا رہا، انہیں یہودی جاسوسوں نے وہابیت کو جنم دیا۔

محمد بن عبد الوہاب نجدی نے اسلام اور مسلمانوں میں اختلاف و تفریق پیدا کرنے والی ان معلومات میں اضافہ کیا، جن کو اس نے انگریزی جاسوس ہمفرے سے ابن تیمیہ اور اس کے شاگرد ابن قیم جوزیہ کی کتابوں کے مطالعہ کے ذریعہ سیکھا تھا۔

محمد بن عبد الوہاب (متوفی ۱۲۰۶ھ/۱۷۹۲ء) کے ماننے والوں کو ”نجدی“ اور ”وہابی“ کہا جاتا ہے۔ [المعلومات النافعة، قسم دوم، ص: ۲۷۸، مطبوعہ حقیقت کتاب دے استنبول ترکی]

”خوارجہ حسن نظامی“ دہلوی لکھتے ہیں:

”نجد کے باشندے سالہا سال سے وہابی ہیں اور ان کے مورث اعلیٰ محمد بن عبد الوہاب نجدی کے نام سے پوری دنیا کے وہابی منسوب ہیں۔“

[نادان وہابی، از: خوارجہ حسن نظامی، ص: ۳]

شیخ نجدی فرنگی جال میں:

علامہ احمد جودت پاشا محمد بن عبد الوہاب نجدی اور تحریک وہابیت کی پیدائش کی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وہابیت کا بانی محمد بن عبد الوہاب ۱۱۱۱ھ/۱۶۹۹ء میں نجد کے قصبہ ”ہریملہ“ میں پیدا ہوا اور ۱۲۰۶ھ/۱۷۹۲ء میں مرگیا آغاز زندگی میں سیاحت و تجارت کی غرض سے بصرہ، بغداد، ایران، ہندوستان اور شام کا سفر کیا، ۱۱۲۵ھ/۱۷۱۳ء میں انگریزی جاسوس ہمفرے کے جال میں پھنس گیا اور اسلام کو مٹانے کے لئے فرنگی کوششوں کا آلہ کار بن گیا۔

محمد بن عبد الوہاب نے اس جاسوس کی بتائی ہوئی جھوٹی باتوں کو وہابیت کے نام سے پھیلا یا، میں [احمد جودت پاشا] نے اپنی کتاب ”اعترافات الجاسوس الانگلیزی“ میں تحریک وہابیت کی تائیس کی صورت حال اور شام میں احمد بن تیمیہ حرانی متوفی ۷۲۸ھ/۱۳۲۸ء کی ان کتابوں کو محمد بن عبد الوہاب نجدی کے حاصل کر کے پڑھنے کا حال وضاحت سے بیان کیا ہے، جو اہل سنت کے خلاف ہیں، محمد بن عبد الوہاب نے شیخ نجدی کے نام شہرت پائی اور مکہ مکرمہ کے علماء نے ۱۲۲۱ھ میں محمد بن عبد الوہاب کی کتاب ”کتاب التوحید“ کا کامل جواب دیا جس کا مسودہ شیخ نجدی نے انگریزی جاسوس (ہمفرے) کے ساتھ مل کر تیار کیا تھا۔

علماء نے قوی دلائل اور ٹھوس ثبوتوں کے ساتھ کتاب التوحید کا رد فرمایا پھر شیخ نجدی کے پوتے عبد الرحمن نے کتاب التوحید کی شرح لکھی اور اس میں کچھ اور باتوں کا اضافہ کیا گیا، جو ”فتح المجید“ کے نام سے چھپی۔

شیخ نجدی کے یہ عقائد و نظریات پھیلے اور اہل درعیہ (جو شیخ نجدی کی سرگرمیوں کا مرکز تھا) اور درعیہ کے امیر محمد بن سعود نے قبول کئے، جن لوگوں نے وہابیت کے نظریے کو قبول کیا، انہیں وہابی یا نجدی کہا جاتا ہے۔

پھر شیخ نجدی نے [یہود و نصاریٰ کی سازش اور منصوبے کے مطابق] اپنے کو قاضی قرار دیا اور محمد بن سعود کو اور اس کے بعد وراثت کے طور پر ”محمد بن سعود“ کی اولاد کو امیر و حاکم قرار دیا۔ [المعلومات النافعة، ص: ۴۷، ۴۸]

ہمفرے جب اپنے مشن پر بصرہ پہنچا اور اس کی ملاقات محمد بن عبد الوہاب سے ہوئی بہت خوش ہوا کہ کام کا آدمی مل گیا، یہ روداد ہمفرے کی زبانی اس طرح ہے:

”ان دنوں جب میں بصرہ میں ”ترکھان عبدالرضا“ کا کام کرتا تھا، میری ملاقات ایک ایسے شخص سے ہوئی جو وہاں آتا جاتا تھا..... وہ دینی طالب علموں کا لباس پہنتا تھا اس کا نام محمد بن عبد الوہاب تھا، ایک جاہ طلب اور نہایت غصیلا انسان تھا، اسے عثمانی حکومت سے سخت نفرت تھی..... محمد بن عبد الوہاب ایک آزاد خیال آدمی تھا، اس کے نزدیک حنفی، شافعی، حنبلی اور مالکی مکاتب فکر میں سے کسی مکتب فکر کی کوئی خاص اہمیت نہیں تھی، وہ کہتا تھا کہ خدا نے جو کچھ قرآن میں فرما دیا ہے بس وہی ہمارے لئے کافی ہے۔ محمد بن عبد الوہاب سے میل جول اور ملاقاتوں کے ایک سلسلے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ برطانوی حکومت کے مقاصد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے یہ شخص بہت مناسب دکھائی دیتا ہے، اونچا اڑنے کی خواہش، جاہ طلبی، غرور، علماء و مشائخ اسلام سے اس کی دشمنی، اس حد تک خود سری کہ خلفائے راشدین بھی اس کی تنقید کا نشانہ بنیں اور حقیقت کے سراسر خلاف قرآن و حدیث سے استفادہ اس کی کمزوریاں تھیں، جس سے بڑی آسانی سے فائدہ اٹھایا جاسکتا تھا۔“

شیخ محمد بن عبد الوہاب ابو حنیفہ کی تحقیر کرتا تھا اور اسے ناقابل اعتبار سمجھتا تھا ”محمد“ کہتا تھا ”میں“ ابو حنیفہ سے ”زیادہ جانتا ہوں“ اس کا دعویٰ تھا کہ نصف صحیح بخاری بالکل لچر اور بے

ہودہ ہے۔

بہر صورت میں نے محمد سے بہت گہرے مراسم قائم کر لئے اور ہماری دوستی میں ناقابل جدائی استحکام پیدا ہو گیا، میں بار بار اس کے کانوں میں یہ رس گھولتا تھا کہ خدا نے تمہیں حضرت علی اور حضرت عمر سے کہیں زیادہ صاحب استعداد بنایا ہے اور تمہیں بڑی فضیلت اور بزرگی بخشی ہے اگر تم جناب رسالت مآب کے زمانے میں ہوتے تو یقیناً ان کی جانشینی کا شرف تمہیں ہی ملتا، میں ہمیشہ ہر امید لہجہ میں اس سے کہتا:

”میں یہی چاہتا ہوں کہ اسلام میں جس انقلاب [”وہابیت“] کو رونما ہونا ہے وہ تمہارے ہی مبارک ہاتھوں سے انجام پذیر ہو، اس لئے کہ صرف تم ہی وہ شخصیت ہو جو اسلام کو زوال سے بچا سکتے ہو اور اس سلسلے میں سب کی امیدیں تمہیں سے وابستہ ہیں۔“

میں نے ”محمد“ کے ساتھ طے کیا کہ ہم دونوں بیٹھ کر علماء مفسرین پیشوایان دین و مذہب سے ہٹ کر نئے افکار کی بنیاد پر قرآن مجید پر گفتگو کریں، ہم قرآن پڑھتے اور آیات کے بارے میں اظہار خیال کرتے، میرا لائحہ عمل یہ تھا کہ میں کس طرح اسے انگریز نوآبادیات علاقوں کی وزارت کے دام میں پھنسا دوں۔

میں نے آہستہ آہستہ اس اونچی اڑان والے خود پرست انسان کو اپنی گفتگو کی پلیٹ سے لینا شروع کیا، یہاں تک کہ اس نے حقیقت سے کچھ زیادہ ہی آزاد خیال بننے کی کوشش کی۔ قصہ مختصر آہستہ آہستہ میں محمد بن عبد الوہاب کے بدن سے ایمان کا لبادہ اتارنے میں کامیاب ہو گیا.....

[آگے ہمفرے لکھتا ہے] اپنی رات دن کی کوشش سے شیخ محمد بن عبد الوہاب کو نوآبادیاتی علاقوں کی وزارت کی خواہشات کے عین مطابق ڈھالا اور آئندہ پلاننگ کو روبہ عمل لانے کی ذمہ داری اٹھانے پر آمادہ کیا.....

شیخ کی دعوت کا سامان فراہم کرنے میں ہمیں دو سال کا عرصہ لگا، ۱۱۴۳ھ کے واسطے میں محمد بن عبد الوہاب نے جزیرۃ العرب میں اپنے نئے دین وہابیت کے اعلان کا حتمی ارادہ

کیا اور اپنے دوستوں کو اکٹھا کیا، جو اس کے ہم خیال تھے، اور اس کا ساتھ دینے کا وعدہ کر چکے تھے.....

آہستہ آہستہ ہم پیسے کے زور پر شیخ نجدی کے اطراف، اس کے افکار کی حمایت میں ایک بڑا مجمع اکٹھا کیا اور انہیں دشمنوں سے نبرد آزما ہونے کی تلقین کی۔ محمد بن عبد الوہاب کی دعوت کے برسوں بعد جب چھ نکاتی پروگرام کامیابی کی پوری منزلیں طے کر چکا تو نوآبادیاتی علاقوں کی وزارت نے وعدہ کیا کہ اب سیاسی اعتبار سے جزیرۃ العرب میں کوئی کام ہونا چاہئے، یہی وجہ تھی کہ اس نوآبادیاتی وزارت نے اپنے عمال میں سے ”محمد بن سعود“ کو ”محمد بن عبد الوہاب“ کے ساتھ اشتراک عمل پر مامور کیا، اور مُحَمَّدَیْن (محمد بن عبد الوہاب اور محمد بن سعود) کے اشتراک عمل کی ضرورت پر زور دیا اور تاکید کیا کہ دینی امور کے فیصلے کلی طور پر محمد بن عبد الوہاب کے ہاتھ میں ہوں گے، اور سیاسی امور کی نگرانی محمد بن سعود کی ذمہ داری ہوگی۔

اس طرح دینی و سیاسی شخصیتوں کے اتحاد عمل کے نتیجے میں انگریزوں کا بھلا ہور ہاتھ اور ہر آنے والا دن اس بھلائی [”تحریک وہابیت“ کی اشاعت میں] اضافہ کر رہا تھا، ان دونوں رہبروں نے نجد کے قریب ”درعیہ“ شہر کو اپنا پایہ تخت بنایا، نوآبادیاتی علاقوں کی وزارت خفیہ طور پر جی کھول کر ان کی مالی اعانت کر رہی تھی (ہمفرے آگے لکھتا ہے) اس وقت ہم ان کے ساتھ اپنی دوستی کی معراج پر ہیں مرکزی حکومت تمام جزیرۃ العرب میں اپنا اثر و نفوذ قائم کرنے میں کامیاب ہو چکی ہے۔

[یہ بکھری معلومات کتاب ہمفرے کے اعترافات سے تلخیص کے ساتھ ماخوذ ہیں تفصیل کے لئے کتاب کا مطالعہ کیجئے جو مکتبہ مشرق کا نکرٹولہ بریلی سے اردو میں شائع ہو چکی ہے]

محمد بن عبد الوہاب نجدی کے ابن تیمیہ اور انگریز جاسوس ہمفرے سے سیکھے وہ غیر اسلامی عقائد و نظریات جو ”وہابیت“ کی اساس و بنیاد ہیں اور جن کی وجہ سے امت میں افتراق و شقاق پیدا ہوا اور اسلامی وحدت پارہ پارہ ہو گئی اور اسلام کے اندر خوارج و ”معتزلہ“ اور ”شیعیت“ کے بعد ”وہابیت“ کے نام سے ایک اور نئے فرقے اور فتنے نے جنم لیا، وہ اس کی کتابوں میں آج بھی مرقوم و محفوظ ہیں۔

غیر مقلد عالم نواب صدیق حسن بھوپالی نے کتاب ”ابجد العلوم“ میں محمد بن عبد الوہاب نجدی کی بارہ کتابوں کا ذکر کیا ہے انہیں کتابوں میں سے ایک کتاب التوحید بھی ہے، اسی کتاب میں نجدی کے نئے باطل عقائد زیادہ ہیں اور اسی کا چر بہ اسماعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان ہے۔

شیخ نجدی اور افکار تقلید:

شیخ نجدی کی ایک اور دوسری کتاب جس کا بھوپالی صاحب نے ذکر کیا ہے، وہ ”رسالہ فی تحریم التقليد“ ہے اس کتاب کے نام ہی سے ظاہر ہے کہ شیخ نجدی کے نزدیک تقلید حرام ہے۔

شیخ نجدی کا تعاقب:

شیخ نجدی کے عقائد کے رد میں فوراً جن علماء اسلام نے قلم اٹھایا ان میں سرفہرست اس کے بھائی شیخ سلیمان بن عبد الوہاب نجدی ہیں، جنہوں نے اپنے بھائی کے رد میں شیخ نجدی کی دعوت ”وہابیت“ کے آٹھویں سال ۱۱۶۷ھ میں بنام ”الصواعق الالہیہ فی الرد علی الوہابیۃ“ ایک کتاب لکھی۔

پہلے شیخ ”سلیمان“ نے اپنے بھائی شیخ نجدی کو بہت سمجھایا، لیکن جب وہ نہ مانا بلکہ اپنے مرید و مطیع امیر محمد سعود کی مدد سے ایذا رسانی اور قتل کے درپے ہو گیا تو حریم شریفین چلے گئے اور وہیں سے یہ رسالہ لکھ کر اپنے بھائی کو بھیجا۔

علامہ ”ابوحامد بن مروق“ نے اپنی کتاب ”التوسل بالنبی و جہلۃ الوہابین“ میں تقریباً چالیس ایسے علمائے اسلام کا تذکرہ اور ان کی کتابوں کا نام تحریر کیا ہے، جو محمد بن عبد الوہاب کے رد میں ہیں، تفصیل کے لئے ”التوسل بالنبی“ کا مطالعہ کریں۔

محمد بن عبد الوہاب نجدی کے عقائد و نظریات اور اعمال:

- (۱) چھ سو سال سے تمام دنیا کے مسلمان کافر و مشرک ہیں۔
- (۲) جو قبروں کی نذر مانے، مقبروں میں اللہ سے دعا مانگے، مزاروں کا پردہ چوے، قبروں کی مٹی لے اور اولیاء سے مدد طلب کرے وہ بھی کافر ہے۔
- (۳) اور جو شخص ایسے آدمی کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔
- (۴) شفاعت اور تقرب الی اللہ کی نیت سے انبیاء اولیاء کو وسیلہ بنانے والوں کی جان و مال حلال ہے، اور ایسا شخص مشرک ہے۔
- (۵) یا رسول اللہ کہنے والا شخص کافر ہے۔
- (۶) تقلید حرام ہے۔
- (۷) بخاری شریف کا نصف حصہ بالکل لچر اور بے ہودہ ہے۔
- (۸) مسلمانوں کا خون بہاتا تھا۔
- (۹) مسلمانوں کا مال و اسباب لوٹتا تھا۔
- (۱۰) اپنی نہ کرنے والے کو مسلمان نہیں سمجھتا تھا۔
- (۱۱) کہتا تھا ”لات“، ”عزّٰی“ اور ”سواع“ پہلے ہیں اور ”محمد“، ”علی“، ”عبد القادر“ پچھلے ہیں، یہ سب برابر ہیں۔
- (۱۲) ”دلائل الخیرات“ اور ”روض الریاحین“ جیسی کتابوں کو جلا دینے کا حکم دیتا تھا، بلکہ دلائل الخیرات کو جلایا بھی۔
- (۱۳) کہتا تھا کہ محمد کی قبر کو، ان کے مشاہد، ان کی مساجد اور ان کے آثار کو اور کسی نبی یا ولی کی قبر کو اور تمام مورتیوں (مزارات) کو نافر کرنا شرک اکبر ہے۔

وہابیت اور ہندوستان

اسماعیل دہلوی سے پہلے مسلمانوں کی مذہبی حالت:

تیرہویں صدی ہجری برصغیر ہند کے مسلمانوں کے لئے سیاسی اور مذہبی اعتبار سے ادوار و انحطاط اور افتراق و انتشار کی صدی رہی ہے، اس صدی میں ایک طرف مسلم مغل حکمرانوں کی ہزار سالہ حکمرانی کا چراغ گل ہوا اور انگریز اپنی عیارانہ اور سازشی ذہنیت کے نتیجے میں پورے غیر منقسم ہندوستان کا مالک و مختار بن بٹھا۔

اور دوسری طرف اسی صدی میں مذہبی طور سے عام مسلمانوں میں اختلاف و انتشار کی بنیاد پڑی، ہندوستان کی راجدھانی دہلی میں مشہور و مقبول علمی و دینی خانوادہ ولی اللہی کے ایک فرد مولوی اسماعیل [ولادت ۱۱۹۳ھ/۱۷۷۹ء متوفی ۱۲۳۶ھ/۱۸۳۱ء] کے ذریعہ ایک نیا اسلامی فرقہ ”وہابیت“ وجود میں آیا۔ جب کہ اس سے پہلے ہندوستانی مسلمانوں کے اندر صرف دو فرقے تھے، (۱) اہل سنت اور (۲) شیعہ اہل سنت اکثریت میں تھے اور شیعہ دال میں نمک کے برابر شاہ ابوالحسن زید فاروقی دہلوی اس وقت کی مذہبی صورت حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”حضرت مجدد (الف ثانی شیخ احمد سرہندی) کے زمانے سے ۱۲۳۰ھ تک

ہندوستان کے مسلمان دو فرقوں میں بٹے رہے، ایک اہل سنت و جماعت،

دوسرے شیعہ، اب مولانا اسماعیل دہلوی کا ظہور ہوا، وہ شاہ ولی اللہ کے پوتے اور شاہ عبدالعزیز، شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالقادر کے بھتیجے تھے، ان کا میلان محمد بن عبدالوہاب نجدی کی طرف ہوا اور نجدی کا رسالہ ”رد الاشراک“ ان کی نظر سے گزرا اور انہوں نے اردو میں ”تقویۃ الایمان“ لکھی، اس کتاب سے مذہبی آزاد خیالی کا دور شروع ہوا، کوئی غیر مقلد ہوا، کوئی وہابی بنا، کوئی اہل حدیث کہلایا، کسی نے اپنے کو سلفی کہا، ائمہ مجتہدین کی جو منزلت اور احترام دل میں تھا، وہ ختم ہوا، معمولی نوشت و خواند کے افراد امام بننے لگے، افسوس اس بات کا ہے کہ توحید کی حفاظت کے نام پر بارگاہ نبوت کی تعظیم و احترام میں تقصیرات کا سلسلہ شروع کر دیا گیا، یہ ساری قباحتیں ماہ ربیع الاول ۱۲۳۰ھ کے بعد سے ظاہر ہونی شروع ہوئی ہیں۔“

[ابتداءً کتاب اسماعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان، ص: ۱۰۹]

برصغیر ہند بلکہ بیشتر دنیا میں اہل سنت حنفی مسلمان ہی ابتداء اسلام سے بارہویں صدی ہجری (دور شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز) تک پائے جاتے رہے ہیں، علامہ علاء الدین ہسکفی نے ”در مختار“ میں تحریر فرمایا ہے کہ ”قرآن پاک کے بعد امام ابوحنیفہ، رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بہت بڑا معجزہ ہیں اور اس کی یہی دلیل کافی ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ آپ کا ہی مذہب ”فقہ حنفی“ پھیلا، دلیل یہ ہے کہ امام صاحب کے زمانے سے آج تک سلطنت اور قضا کے عہدے ان کے مقلدین کے پاس رہے ہیں“

علامہ شامی صاحب ”رد المحتار“ اس کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”خلافت عباسیہ جس کی مدت حکومت تقریباً پانچ سو سال ہے، اس میں اکثر قاضی اور مشائخ (یعنی شیخ الاسلام) حنفی تھے، جیسا کہ کتب تاریخ اس کی شاہد ہیں، ان کے بعد سلاطین سلجوقی اور خوارزمی سب حنفی تھے اور خلافت عثمانیہ بھی حنفی تھی اور ان کے قاضی بھی حنفی۔“

[در مختار مع رد المحتار ج: ۱، ص: ۳۸، ۳۹]

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (متوفی ۱۱۷۶ھ) فرماتے ہیں:

”تمام علاقوں اور ملکوں میں بادشاہ حنفی ہیں، اور یہاں کے قاضی، مدرسین اور اکثر عوام حنفی ہیں۔“ [کلمات طیبات، ص: ۱۷۷]

نواب صدیق حسن بھوپالی غیر مقلد [ولادت ۱۲۳۸ھ/۱۸۳۲ء متوفی ۱۳۰۷ھ/۱۸۹۰ء] لکھتے ہیں:

”خلاصہ حال ہندوستان کے مسلمانوں کا یہ ہے کہ جب سے یہاں اسلام آیا ہے، چونکہ اکثر لوگ بادشاہوں کے طریقے اور مذہب کو پسند کرتے ہیں، اس وقت سے آج تک یہ لوگ حنفی مذہب پر قائم رہے اور ہیں، اور اسی مذہب کے عالم اور فاضل، قاضی اور مفتی اور حاکم ہوتے رہے ہیں۔“

[ترجمان وہابیہ، ص: ۱۰]

ایک جگہ مزید لکھتے ہیں:

”ہند کے اکثر، حنفی اور بعض شیعے اور کتر اہل حدیث ہیں“ [ایضاً،

ص: ۵۷]

مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد [ولادت ۱۲۸۷ھ/۱۸۷۰ء] لکھتے ہیں:

”امرتسری میں مسلم آبادی، غیر مسلم آبادی کے مساوی ہے، اسی سال قبل تقریباً سب مسلمان اسی خیال کے تھے، جن کو آج کل بریلوی حنفی خیال کیا جاتا ہے۔“

[شمع توحید از ثناء اللہ امرتسری، ص: ۳۰]

اعلیٰ حضرت کی فکر متواتر اور حق ہے:

علامہ ”ہسکفی“، علامہ ”شامی“، شاہ ”ولی اللہ محدث دہلوی“ اور دو وہابی غیر مقلد عالموں ”بھوپالی“ صاحب اور ”امرتسری“ صاحب کی تصریحات سے مجموعی طور پر یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ خیر القرون سے بارہویں صدی ہجری تک جو مسلمان تھے وہ سنی، حنفی ہی تھے۔ اور بقول ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد ”بریلوی حنفی“، یعنی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری

اور مولانا اسماعیل شہید نے تقویۃ الایمان میں اکثر امور میں اس کی پیروی کی ہے۔ [ہدیۃ المہدی، ج ۱، ص: ۲۶]

شاہ ابوالحسن زید فاروقی دہلوی لکھتے ہیں:

”میں نے تقویۃ الایمان کا مطالعہ بلا ادنیٰ تعصب اور اعتساف کے کیا اور افسوس ہوا کہ مولانا اسماعیل کیا لکھ گئے ہیں، چونکہ مولانا (اسماعیل) کے تذکرہ نگاران کی جلالت علم پر متفق ہیں، لہذا یہی کہا جاسکتا ہے کہ اللہ کو یہی منظور تھا، ہندوستان میں مسلمانوں کی یکجہتی اور یک مذہبی تمام (ختم) ہو، اور نو سو سالہ اسلامی مملکت کا خاتمہ ہو، چنانچہ تیس سال کی مدت میں صد ہا سال کی تمام نعمت ہاتھ سے نکل گئی۔“

مجھ کو تقویۃ الایمان میں وہابیت کے اثرات نظر آئے، لہذا میں نے مختصر طور پر محمد بن عبدالوہاب کے حالات کا مطالعہ کیا اور ان کے رسالہ ”رد الاشراک“ کا دقیق نظر سے مطالعہ کیا اور اس نتیجے پر پہنچا کہ مولانا اسماعیل نے جو کچھ اس رسالہ میں لکھا ہے، نجدی رسالہ ”رد الاشراک“ سے لیا ہے۔“

[ابتداءً کتاب مولانا اسماعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان ص: ۱۳/۱۴]

مشہور دیوبندی مورخ پروفیسر محمد ایوب قادری، ”وہابیت“ کو انگریز کا کاشتہ پودہ قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

”تقسیم ہند تک مسلمانان ہند کا اس بات پر اتفاق رہا ہے کہ فرقہ وہابیہ، انگریز کا کاشت کردہ پودا ہے، جس کی آبیاری اس نے نہایت ہوشیاری سے کی اور اس سے پورا فائدہ اٹھایا۔“ [مقدمہ حیات سید احمد، ص: ۲۶]

فرنگی رپورٹر میڈیکاف نے گورنر جنرل کو اپنی رپورٹ میں لکھا:

”سید احمد مولوی اسماعیل اور ان کے [وہابی] پیروکار ساتھیوں نے ہماری مسلمان رعایا کے قلب و ذہن پر ہمہ گیر تو نہیں، لیکن ایک وسیع اثر انگیزی ضرور مرتب کی ہے۔“ [غیر مقلدین کی انگریز نوازی، ص: ۴۳]

حنفی سنی بریلوی [ولادت ۱۲۷۲ھ/۱۸۵۶ء وفات ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء] کی فکر کے حامل تھے، گویا یہ اس بات کا کھلا اعتراف ہے کہ فاضل بریلوی کے افکار و نظریات ہی متواتر اور حق ہیں اور انہوں نے کوئی نئی دینی فکر نہیں پیش کی ہے، جسے احسان الہی ظہیر جیسے نا سمجھ اور متعصب غیر مقلد اور دیوبندی نئی فکر اور نیاندہب قرار دینا چاہتے ہیں۔

مذکورہ تصریحات و بیانات سے اب یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ تیرہویں صدی ہجری یعنی اسماعیل دہلوی کے دور سے پہلے برصغیر میں ”وہابیت“ نام کا کوئی فرقہ نہیں تھا۔

ہندوستان میں وہابیت کا داخلہ اور اسماعیل دہلوی:

اب یہ سوال رہ جاتا ہے کہ برصغیر میں تیرہویں صدی ہجری میں، کس نے؟ کس کی سازش سے؟ کس کی فکر سے متاثر ہو کر؟ کس مقصد سے؟ ”وہابیت“ کو درآمد کیا اور پھیلا یا، یہ سب نہایت اہم سوالات ہیں۔ تاریخی حقائق سے ثابت ہے کہ برصغیر میں وہابیت کا بانی اسماعیل دہلوی ہے، جس نے انگریزی سازش سے اپنے آبائی سنی حنفی افکار و نظریات کو چھوڑ کر اور محمد بن عبدالوہاب نجدی سے متاثر ہو کر وہابیت کو قبول کیا اور ہندوستان میں پھیلا یا اور اس کا مقصد جاہ طلبی اور وجاہت و شہرت حاصل کرنا تھا۔

جانب دار اور غیر جانب دار، اپنے اور غیر سبھی مورخین و محققین اور اہل قلم اس بات کے قائل ہیں کہ اسماعیل دہلوی ”محمد بن عبدالوہاب نجدی کے وہابیہ افکار و نظریات سے متاثر تھے۔ اور شیخ نجدی کی ”کتاب التوحید“ اور وہابی رسالہ ”رد الاشراک“ میں مندرج افکار و نظریات کو کچھ اضافوں کے ساتھ ”تقویۃ الایمان“ کے نام سے اردو میں پیش کیا ہے، جسے انگریزوں نے چھپوا کر خوب تقسیم کروایا۔ اس طرح اسماعیل دہلوی کی کتاب ”تقویۃ الایمان“ کے ذریعہ ہندوستان میں ”وہابی تحریک“ کا آغاز ہوا۔

غیر مقلد عالم نواب وحید الزمان حیدر آبادی لکھتے ہیں:

”وہ شیخ عبدالوہاب ہیں، جنہوں نے ان امور (مکروہ حرام) کو شرک قرار دیا

اسماعیل دہلوی کے عقائد و نظریات:

- (۱) اللہ ایسی باؤ (ہوا) بھیجے گا کہ سب اچھے بندے کہ جن کے دل میں تھوڑا سا بھی ایمان ہوگا، مرجاویں گے اور وہی لوگ رہ جائیں گے کہ جن میں کچھ بھلائی نہیں (یہ حدیث کا ترجمہ ہے، اسماعیل نے ترجمہ کرنے کے بعد ف لکھ کر آگے لکھا)۔ سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا۔ یعنی بھیج چکا اللہ ایسی باؤ (ہوا) جس سے وہ سب اچھے بندے جن کے دل میں تھوڑا سا بھی ایمان تھا، مر گئے اور اب کوئی مسلمان باقی نہ رہا۔ [تقویۃ الایمان، ص: ۴۵]
- (۲) اللہ تعالیٰ کو غیب کا علم ہر وقت نہیں رہتا، بلکہ جب چاہتا ہے، غیب کی بات دریافت کر لیتا ہے۔ [ص: ۷۲]
- (۳) اپنی اولاد کا نام عبدالنبی، عبدالرسول، علی بخش، نبی بخش، غلام محی الدین، غلام معین الدین رکھنا شرک ہے۔ [ص: ۸]
- (۴) سب انبیاء و اولیاء اللہ کے سامنے ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ [ص: ۷۲]
- (۵) رسول اللہ کو (غیب کی) کیا خبر؟ [ص: ۷۵]
- (۶) رسول خدا مر کر مٹی میں مل گئے ہیں۔ [ص: ۷۹]
- (۷) خدائے تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔ [رسالہ یک روزی، ص: ۱۴۵]
- (۸) رسول خدا کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا [تقویۃ الایمان ص: ۷۵]
- (۹) جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ [ص: ۵۲]
- (۱۰) رسول اللہ کا خیال نماز میں لانا اپنے تیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے۔ [صراط مستقیم، ص: ۹۷]
- (۱۱) اللہ کے سوا کسی کو نہ مان [تقویۃ الایمان ص: ۴۳]
- (۱۲) اولیاء و انبیاء و امام زادہ، پیرو شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے

عقیدۂ اسلاف سے اسماعیل کی بغاوت اور بزرگوں کی ناراضگی:

اسماعیل دہلوی نے سنجیدگی اور محنت سے تعلیم کی طرف توجہ نہیں دی تھی، جس کی وجہ سے ان کی شخصیت دبی ہوئی تھی، اور احساس کمتری کا شکار تھے، اور اپنی بعض ناشائستہ عادتوں کی وجہ سے اہل علم اور عوام میں مقبول بھی نہیں ہو پارہے تھے، اُجدپن اور خاندانی بزرگوں سے فکری و عملی مخالفت مثلاً رفع یدین، انکار تقلید، بزرگوں کی گستاخی اور آزاد خیالی کی بنا پر شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی اور شاہ عبدالقادر صاحب (اسماعیل کے چچا صاحبان) اسماعیل سے ناراض رہا کرتے تھے اور سمجھانے کے باوجود بھی وہ اپنی روش سے باز نہیں آتے تھے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب نے اسی ناراضگی سے نتیجے میں اسماعیل دہلوی کی بجائے شاہ محمد اسحاق کو اپنا جانشین بنانا پسند کیا۔

ان سب باتوں کا نفسیاتی اثر یہ ہوا کہ اسماعیل دہلوی نے مایوس ہو کر جاہ طلبی میں ”وہابیت“ کا راستہ اختیار کر لیا، وحید احمد مسعود دہلوی لکھتے ہیں:

”شاہ عبدالعزیز صاحب نے جب شاہ اسماعیل کے بجائے شاہ محمد اسحاق کو اپنا جانشین بنایا، تو کوئی وجہ نہیں کہ شاہ اسماعیل کو تحت شعور میں مایوسی نہ ہوئی ہو، ایسی حالت میں شاہ اسماعیل کو اپنی وجاہت قائم رکھنے کے لئے نیا راستہ بنانا تھا، اور وہی (وہابیت کا راستہ) بنا بھی لیا۔“

[سید احمد شہید کی صحیح تصویر از وحید احمد مسعود، ص: ۲۰]

اسماعیل دہلوی نے جاہ طلبی میں اپنے خاندانی بزرگوں کے عقائد و نظریات سے بغاوت کر کے جن نئے عقائد و نظریات کو ابن تیمیہ اور محمد بن عبد الوہاب نجدی کی کتابوں سے حاصل کی، اپنی کتاب ”تقویۃ الایمان“ میں لکھا اور جن کی تبلیغ کی، اور جن کی وجہ سے ہندوستان میں ”وہابیت“ پھیلی اور متحدہ مسلم قوت پارہ پارہ ہوئی وہ یہ ہیں:

ہیں، وہ انسان ہی ہیں، اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی، مگر اللہ نے ان کو بڑائی دی، وہ بڑے بھائی ہوئے۔ [تقویۃ الایمان ص ۸۷]

(۱۳) ہر مخلوق بڑا ہوا یا چھوٹا (نبی ہو یا ولی) وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔ [تقویۃ الایمان، ص: ۱۹]

(۱۴) پیغمبر خدا کے وقت میں بھی کافر اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے بلکہ اسی کا مخلوق اور بندہ سمجھتے تھے اور ان کو اس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے بلکہ اسی کا مخلوق اور بندہ سمجھتے تھے اور ان کو اس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے مگر یہی پکارنا، منتیں ماننی نذر و نیاز کرنی ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا، یہی ان کا کفر و شرک تھا، سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے، سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہیں (تقویۃ الایمان)

تقویۃ الایمان کے اثرات:

اسماعیل دہلوی کے درج بالا نئے عقائد اور اس طرح اور عقائد و نظریات جو اس نے اپنی کتابوں میں لکھے ہیں، چونکہ جمہور امت مسلمہ کے قدیم عقائد سے متصادم تھے اس لئے ان کے سامنے آتے ہی دہلی میں آگ لگ گئی، یہ وہی راہ تھی جس پر اس کے سابقین ”ابن تیمیہ اور ”محمد بن الوہاب نجدی“ چل رہے تھے، گویا ”اسماعیل دہلوی“ انھیں دونوں پیش روؤں کے نئے خود ساختہ عقائد و افکار کا ہندوستان میں شارح و ترجمان بن گیا۔

تقویۃ الایمان لکھنے کا مقصد مسلمانوں میں شورش برپا کرنا، ان کا شیرازہ بکھیرنا، گھر گھر میں مذہبی اختلاف و فساد پیدا کرنا تھا اس مقصد کی وضاحت خود اسماعیل دہلوی ہی کرتے ہیں:

”اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آگئے ہیں، اور بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے (اور کہتے ہیں) گو اس سے شورش ہوگی مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائیں گے۔“

(ارواحِ ثلاثہ، ص: ۸۱)

بعد کی کہانی دیوبندی عالم مولوی ”احمد رضا بجنوری“ نے بیان کی ہے کہ تقویۃ الایمان کے مارکیٹ میں آنے پر اس کے کیا اثرات مرتب ہوئے؟ لکھتے ہیں:

”افسوس ہے کہ اس کتاب (تقویۃ الایمان) کی وجہ سے مسلمانان ہند و پاک جن کی تعداد بیس کروڑ سے زیادہ ہے اور تقریباً نوے فیصد خفی المسلمک ہیں، دو گروہ میں بٹ گئے ہیں، ایسے اختلافات کی نظیر دنیائے اسلام کے کسی خطے میں بھی ایک امام ایک مسلک کے ماننے والوں میں موجود نہیں ہے“

(انوار الباری، ج: ۱۱، ص: ۱۰۷)

تقویۃ الایمان لکھ کر اسماعیل دہلوی نے ہندوستان میں وہابیت کی بنیاد ڈالی اور مسلمانوں میں ایسا دیرپا دینی و فکری اختلاف برپا کیا کہ جس کے اثرات آج تک سنی وہابی کے نام پر ہندوستان کی ہر آبادی میں نظر آ رہے ہیں اور مسلمان ہر جگہ آپس میں لڑ کر اپنی رہی سہی قوت اپنے ہاتھوں ہی تباہ کر رہے ہیں اور اسماعیل دہلوی کے ذریعہ انگریزی سازش کامیاب ہو رہی ہے۔

تقویۃ الایمان اور انگریز:

انگریزوں نے تقویۃ الایمان کو اس قدر اہمیت دی کہ اس کا انگریزی ترجمہ منشی شہامت علی سے کروا کر ۱۸۴۵ء میں لندن سے شائع کیا، سرسید لکھتے ہیں جن چودہ کتابوں کا ذکر ڈاکٹر ہنر صاحب نے اپنی کتاب میں کیا ہے ان میں ساتویں کتاب تقویۃ الایمان ہے، چنانچہ اس کتاب کا انگریزی ترجمہ رائل ایشیاٹک سوسائٹی لندن کے رسالہ ج: ۱۲، ۱۸۴۵ء میں چھپا تھا۔ (مقالات سرسید، ج: ۹، ص: ۱۷۸)

وہابیت ہی دوسرے نئے فرقوں کا سرچشمہ ہے:

اسماعیل دہلوی کے وہابی نظریات و تعلیمات کا اثر صرف یہی نہیں کہ متحد سنی حنفی مسلمان تقسیم ہو گئے بلکہ ان وہابی جراثیم نے کچھ اور بھی بیماریاں پیدا کیں، ”وہابیت“ ہی کے بطن سے مزید نئے نئے فرقے پیدا ہوئے ہفت روزہ الفقیہ امرتسر (شمارہ: ۱۲، اگست ۱۹۱۲ء) لکھتا ہے:

”مولوی اسماعیل دہلوی کی تعلیمات کا جو اثر ہوا اُس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں جماعت غیر مقلدین کی تعداد اس کی شہادت میں پیش کی جاسکتی ہے، اگر اسی پر اکتفا ہوتی تو شاید مسلمانوں کا شیرازہ درہم برہم نہ ہوتا، لیکن افسوس یہ ہے کہ تقلید ائمہ کا جو تو اس فرقے نے گردن سے اُتارنا تو نئے نئے راستے بھی نکل آئے اس کے بعد اور متعدد فرقے پیدا ہو گئے، جن میں مرزائیہ (قادیانیت) اور چکڑالویہ (فرقہ اہل قرآن) وغیرہ پنجاب میں بکثرت اور بلاد و ہندوستان میں بہ قلت پائے جاتے ہیں۔“

اس سلسلے میں شاعر مشرق علامہ اقبال کا تجزیہ و تبصرہ بہت اہمیت رکھتا ہے وہ کہتے ہیں! ”قادیان اور دیوبند اگرچہ ایک دوسرے کی ضد ہیں لیکن دونوں کا سرچشمہ ایک ہے، اور دونوں اس تحریک کی پیروار، جسے عرف عام میں ”وہابیت“ کہا جاتا ہے۔“

(اقبال کے حضور از نذیر نیازی، ص: ۲۶۲)

”ابوالکلام آزاد“ اپنے تجربہ کے مطابق الحاد کا سرچشمہ بھی وہابیت ہی کو قرار دیتے ہیں، وہ کہتے ہیں:

”والد مرحوم کہا کرتے تھے کہ گمراہی موجودہ کی ترتیب یوں ہے کہ پہلے وہابیت پھر نیچریت، پھر نیچریت کے بعد تیسری قدرتی منزل، جو الحاد قطعی کی ہے، اس کا وہ ذکر نہیں کرتے تھے اس لئے کہ وہ نیچریت ہی کو الحاد قطعی سمجھتے تھے، لیکن میں تسلیم کرتے ہوئے اتنا اضافہ کرتا ہوں کہ تیسری منزل الحاد ہے اور ٹھیک

ٹھیک مجھے یہی پیش آیا، سرسید مرحوم کو بھی پہلی منزل وہابیت کی پیش آئی تھی۔“
(آزاد کی کہانی آزاد کی زبانی مرتبہ عبدالرزاق بلخ آبادی، ص: ۳۰۹)

مولوی ”بشیر احمد“ دیوبندی مدرس مدرسہ قاسم العلوم فقیر والی پاکستان ”خیر التنقید“ کے حوالے سے لکھتے ہیں عدم تقلید کفر و ارتداد کا سبب ہے۔

”جناب (محمد حسین) بنالوی صاحب (غیر مقلد کے وکیل) لکھتے ہیں: پچیس برس کے تجربہ سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھ مجتہد مطلق (ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں) اور مطلق تقلید کے تارک بن جاتے ہیں وہ آخر اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہیں، کفر و ارتداد کے اسباب اور بھی بکثرت موجود ہیں مگر دینداروں کے بے دین ہو جانے کے لئے بے علمی کے ساتھ ترک تقلید بڑا بھاری سبب ہے۔“

(اہل حدیث اپنے اکابر کی نظر میں، ص: ۱۰-۱۱)

تقویۃ الایمان اور علماء دہلی

یہ کتاب ہندوستان بھر میں مفت تقسیم کی گئی، اسماعیلی فتنہ وہابیت کے سد باب کے لئے علمائے دہلی کمر بستہ ہو گئے۔ شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی جو وہابیت کی تاریخ اور اس کے عقائد سے آگاہی اور تردید و ابطال میں اتھارٹی کی حیثیت رکھتے ہیں، تحریر فرماتے ہیں:

اس وقت کے تمام اکابر حتیٰ کہ مولوی اسماعیل صاحب کے ابناء عم (چچا زاد بھائی لوگ) مولانا ”محمد موسیٰ“ اور مولانا ”مخصوص اللہ“ صاحبان نے بھی اس کا شدید رد کیا، مولانا ”محمد موسیٰ“ صاحب نے سوال و جواب اور ”جیتہ العمل فی ابطال الحیل“ اور مولانا ”مخصوص اللہ“ صاحب نے ”معید الایمان و تقویۃ الایمان“ لکھا، استاذ الحکماء و محکمین علامہ ”فضل حق خیر آبادی“ نے ”تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ“ اور ”امتناع النظیر“ لکھا، اس وقت کے سارے علماء دہلی نے بالاتفاق مولوی اسماعیل صاحب کی تکفیر کی، تحقیق الفتویٰ میں مسند الوقت علامہ ”فضل حق خیر آبادی“ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

”اس (اسماعیل دہلوی) کا کلام بلاشبہ بارگاہ الہی کے مقربین کے سردار، انبیاء، ملائکہ، اصفیاء، مشائخ اور اولیاء صلی اللہ تعالیٰ تعالیٰ علیہم وسلم کی تنقیص شان پر مشتمل ہے اور استخفاف پر دلالت کرتا ہے۔“

اس بے ہودہ کلام کا قائل از روئے شریعت کافر اور بے دین ہے اور ہرگز مسلمان نہیں ہے اور شرعاً اس کا حکم قتل اور تکفیر ہے۔ (ص: ۲۴۷)

اس فتویٰ کی تصدیق دہلی کے صف اول کے سترہ علماء کرام نے کی، جن میں حضرت شاہ ”رفیع الدین“ صاحب کے دونوں صاحبزادے حضرت مولانا ”مخصوص اللہ“ صاحب اور حضرت مولانا ”محمد موسیٰ“ صاحب اور خاص بات یہ ہے کہ حضرت مفتی ”صدر الدین“ صاحب اور حضرت مولانا شاہ ”احمد سعید صاحب مجددی“ صاحب کی بھی تصدیقات ہیں۔

ان میں حضرت مفتی ”صدر الدین“ صاحب، (رشید احمد) ”گنگوہی“ اور ”قاسم“ نانوتوی“ دونوں صاحبان کے اور حضرت مولانا شاہ ”احمد سعید صاحب مجددی“ (رشید احمد) گنگوہی صاحب کے استاذ ہیں اور حضرت مولانا ”مخصوص اللہ“ صاحب ان دونوں ”(گنگوہی و نانوتوی) کے استاذ الاستاذ ہیں۔ (سنی دیوبندی اختلافات کا منصفانہ جائزہ، ص: ۸-۹)

خاندانی ولی اللہی کے افراد کے ساتھ اس سلسلے سے وابستہ شاہ صاحبان کے تلامذہ نے بھی اسماعیل دہلوی کی سرکوبی میں بھرپور حصہ لیا، اسماعیل کے چچا حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ بھی اپنے بھتیجے اسماعیل دہلوی کے نئے افکار و عقائد اور نئے دینی فتنہ ”وہابیت“ سے سخت ناراض اور تالاں تھے۔ بیماری اور بڑھاپے کی وجہ سے انہیں موقع نہیں ملا ورنہ وہ بھی تقویۃ الایمان کا رد لکھنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ آپ نے فرمایا:

”میری طرف سے کہو اس لڑکے نامراد (اسماعیل) کو کہ جو کتاب ممبئی سے آئی ہے میں نے بھی اس کو دیکھا ہے، اس کے عقائد صحیح نہیں ہیں، بلکہ بے ادبی، بے نصیبی سے بھرے ہوئے ہیں، میں آج کل بیمار ہوں، اگر صحت ہوگئی تو میں اس کی تردید لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ تم ابھی نوجوان ہو، ناحق شور و شر برپا نہ کرو۔“

(انوار آفتاب صداقت، از:۔ قاضی فضل احمد لدھیانوی، ص: ۵۱۶)

شاہ صاحب کو اسماعیل دہلوی کے فکری انحراف اور آزاد روی سے ناراضگی اتنی زیادہ تھی کہ اپنی جائیداد سے اسے بالکل محروم رکھا، علامہ فضل رسول بدایونی لکھتے ہیں:

”مولوی اسماعیل دہلوی کی فکر میں حد سے اور طبیعت میں مذہب سے بے قیدی کی رغبت پہلے ہی سے تھی، بزرگ ان کے اس سبب سے ناراض تھے، شاہ عبدالعزیز صاحب نے آخر عمر میں اپنا تمام مملوکہ منقولہ غیر منقولہ کہ ہر جنس کثرت سے تھی حرم اور نواسوں وغیرہ کو ہبہ کر کے قابض کرا دیا، مگر مولوی اسماعیل کو کچھ نہ دیا۔ جب شاہ نے انتقال کیا، کوئی بزرگوں میں نہ رہا۔ مولوی اسماعیل نے کھلے بندوں کھیل کھیلے، تین چٹھے فساد کے دین میں ان کی ذات سے ظاہر ہوئے، ایک ”فتنہ ظاہریہ“ کا، کہ قیاس و تقلید حرام ہیں، دوسرے فتنہ ”سید احمد“ کو بنی بنانے کا، تیسرا فتنہ ”تقویۃ الایمان“ لکھنے کا۔“

(سیف الجبار، ص: ۴۹، ۷۲، ۸۵)

بقول سید محمد فاروق القادری ڈھائی سو (۲۵۰) کتابوں کی ایک لسٹ میری نظر سے گزر چکی ہے۔ جو تقویۃ الایمان کے چھپتے ہی مختلف زبانوں میں مختلف علاقوں سے اس کی تردید میں لکھی گئیں اس سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس وقت عام مسلمانوں، علماء اور اہل خانقاہ نے اس کتاب کو کس حیثیت سے دیکھا۔

(”تاریخ محاسبہ تقویۃ الایمان“ مقدمہ اطیب البیان، بقلم:۔ نوشاد عالم چشتی،

ص: ۸۹)

علماء برصغیر ہند نے اسماعیل دہلوی کا رد صرف تحریر ہی سے نہیں کیا بلکہ انہیں گھیر گھیر کر اور پکڑ پکڑ کر مناظرے بھی کئے۔ ۱۲۴۰ھ/ ۱۸۲۵ء میں جامع مسجد دہلی میں اسماعیل اور ان کے دست راست مولوی عبدالحی اور علماء دہلی میں مشہور تاریخی مناظرہ ہوا اور دونوں کو سخت ذلت و پستی کا سامنا کرنا پڑا۔ اسماعیل دہلوی غصہ سے مغلوب ہو کر کلام نہ کر سکے اور مجلس سے اٹھ کر چلے گئے۔ علماء دہلی نے متفقہ طور پر ان کی تکفیر کا فیصلہ کیا۔

سواد اعظم اہل سنت سے ہٹ کر برصغیر ہندوستان میں یہی وہ پہلی آواز تھی جسے محمد بن عبد الوہاب نجدی کی تحریک وہابیت کی صدائے بازگشت کہنا چاہئے جس کا تعلق فکر و لی اللہی سے جوڑنے کی ناپاک و نامراد کوشش کی جاتی رہی ہے، مگر اب یہ فریب زیادہ دنوں تک نہیں چل سکتا، اب دھیرے دھیرے اس حقیقت سے پردہ اٹھ رہا ہے۔

مناظرہ جامع مسجد دہلی کا بڑا خوشگوار نتیجہ نکلا، اور اسماعیل دہلوی کی تحریک وہابیت بالکل ختم ہو گئی، اس ناکامی کے بعد ذلت و خفت مٹانے کے لئے اور نئی حکمت عملی پر غور و خوض کرنے کے لئے اسماعیل دہلوی اپنے جاہل پیر اور شاگرد ”سید احمد رائے بریلوی“ کے ساتھ حج کو چلے گئے۔ حج سے واپس آ کر انگریزوں کے مشورے پر تقویۃ الایمان کی دعوت وہابیت کے بجائے سکھوں کے خلاف جہاد کی تحریک کا آغاز کیا انگریزوں نے اس میں مدد بھی دی مولوی اسماعیل دہلوی نے کھلے بندوں یہ اعلان بھی کیا کہ انگریزوں کے خلاف لڑنا جائز نہیں بلکہ اگر کوئی انگریزوں پر حملہ کرے تو انگریزوں کی حمایت میں اس سے لڑنا فرض ہے چنانچہ اسی مقصد سے ”سرحد“ جا کر سب سے پہلا جہاد ”یار محمد خاں“ حاکم یاغستان سے کیا۔“

(تذکرۃ الرشید، حصہ دوم، ص: ۲۷۰)

اور اسی جہاد میں اسماعیل دہلوی اپنے پیر سید احمد رائے بریلوی کے ساتھ مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے۔

انکار تقلید اور اسماعیل دہلوی

محمد علی قصوری ”مشاہدات کاہل و یاغستان“ میں لکھتے ہیں:

”سید احمد بریلوی اور شاہ اسماعیل دہلوی نے ائمہ اربعہ کے طریقے پر چلنے کو غیر ضروری قرار دیا اور کہا کہ ان چاروں مسالک سے جو کتاب و سنت کے قریب ہو اس پر عمل کر لیا جائے، اور کسی درپیش مسئلہ میں کسی بھی امام کے قول پر عمل کر لینا

چاہئے کسی ایک معین امام کی تقلید ضروری نہیں ہے اس فرقے کا نام سید صاحب کی نسبت سے احمد رکھا گیا۔“ (ص: ۱۵۶)

عدم تقلید کا سبق ابن تیمیہ نے دیا، اس سے محمد بن عبد الوہاب نجدی نے لیا، پھر شیخ نجدی سے اسماعیل دہلوی نے لیا، مناظرہ دہلی کے بعد تقویۃ الایمان کے وہابی نظریات کچھ دنوں کے لئے دب دبا گئے اور اسماعیل دہلوی کی توجہ نام نہاد جہاد کی طرف ہو گئی اور ان کے اعوان و انصار بھی اسی میں لگ گئے، منجملہ وہابی نظریات کے عدم تقلید کا نظریہ اور اس پر عمل بھی مقبول عوام نہ ہو سکا، مگر چونکہ عدم تقلید اور مذہبی آزادی ”وہابیت“ کا اساسی ایجنڈا تھا۔ اس لئے اسماعیل دہلوی کے خاص متبع علماء وہابیت مناسب وقت کی تاک میں رہے اور موقع پا کر کچھ دنوں بعد کچھ متبع علماء وہابیت نے دھیرے دھیرے عدم تقلید کے نظریے کو عام کرنا شروع کیا اور کچھ لوگ کھلے بندوں غیر مقلد ہو گئے اور اس کی تعلیم و تبلیغ بھی کرنے لگے لیکن اسماعیل کے متبعین میں سے کچھ علماء وہابیت نے عدم تقلید کو تحریک وہابیت کے لئے نقصان دہ سمجھا اور مصلحتاً خفیت کا لبادہ اوڑھے رہے۔

گویا اسماعیل دہلوی کی موت کے بعد وہابیت دو شاخوں میں بٹ گئی اور ان کے ماننے والے وہابی علماء کا دو گروپ بن گیا (۱) غیر مقلدین (۲) دیوبندی۔

دیوبندی علماء میں قاسم نانوتوی اور رشید احمد گنگوہی صاحبان بھی سید احمد رائے بریلوی اور اسماعیل دہلوی کی نام نہاد تحریک جہاد میں حصہ لے چکے تھے، یہی دونوں وہابیت کی دوسری شاخ دیوبندیت کے بانی قرار پائے ان دونوں نے کچھ اور وہابیوں کے ساتھ ۱۲۸۲ھ ۱۸۸۶ء میں دیوبند میں قائم مدرسہ کوہیڈ کوارٹز بنا کر وہابیت کی تبلیغ شروع کی اور وہابی علماء تیار کئے اور اس طرح دیوبندیت کو پینے کا خوب موقع ملا۔

مگر وہابیت کی پہلی شاخ غیر مقلدیت کو وہ قبول عام حاصل نہ ہو سکا جو مقلد دیوبندیوں کو ملا، کیوں کہ ہندوستانی مسلمانوں کے لئے غیر مقلدیت اپنے ظاہری اعمال مثلاً رفع یدین اور عدم تقلید وغیرہ کی وجہ سے زیادہ غیر مانوس تھی جب کہ دیوبندی ظاہر ارفع یدین، آمین بالجہر اور تقلید امام ابوحنیفہ کی وجہ سے عام اہل سنت سے مانوس تھے اور تقلید و خفیت کے پردے میں

مسلمانوں کو وہابی بنانا ان کے لئے آسان تھا اور مسلمانوں کا ان سے بچنا مشکل، اسی لئے چودھویں صدی ہجری کے مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ نے یوں تو ہر باطل فرقے کا رد فرمایا مگر سب سے زیادہ توجہ وہابیت کی دوسری شاخ دیوبندیت کے رد کی طرف مبذول فرمائی۔

دیوبندی شاخ کے علماء بظاہر حنفیت کا لبادہ اوڑھ رہے ہیں، مگر ان کی تحریروں میں بے شمار ایسے عناصر مل جاتے ہیں، جو فقہ حنفی سے ارتداد کے غماز ہیں، محقق عصر حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی استاذ مفتی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور نے اپنے مقالہ ”دیوبندیوں کا فقہ حنفی سے ارتداد“ شمولہ تحقیقات ج: ۲ میں اس طرح کے دس مسائل کا ذکر فرمایا ہے۔ تفصیل کے لئے اس مقالہ کا مطالعہ مفید رہے گا۔

وہابیت کی دونوں ہی شاخیں محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اسماعیل دہلوی کو مانتی ہیں اور غیر مقلدین اور دیوبندیوں کے عقائد ایک ہی جیسے ہیں، دیوبندی قطب مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں:

”محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں، ان کے عقائد عمدہ تھے..... ان (محمد بن عبدالوہاب) کے مقتدی اچھے ہیں مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے، ان میں فساد آ گیا ہے۔ اور عقائد سب کے متفق ہیں۔“ (فتاویٰ رشیدیہ، ج: ۱، ص: ۱۱۹)

گنگوہی صاحب ایک جگہ اور تقویۃ الایمان کی تعریف و تائید میں لکھتے ہیں: ”تقویۃ الایمان بہت اچھی کتاب ہے، اور شرک و بدعت کی تردید میں بے مثال ہے۔“ (نورنار، از: ڈاکٹر مسعود احمد مجددی، ص: ۳)

غیر مقلدیت:

اسماعیل دہلوی کے تتبع بعض علماء وہابیت عدم تقلید، رفع یدین اور آمین بالجہر کے نظر سے پر قائم رہے، ان میں خاص نام عبدالحق بناری، میاں نذیر حسین دہلوی، نواب صدیق حسن بھوپالی، ڈپٹی نذیر احمد دہلوی کا ہے۔ پھر مولوی ثناء اللہ امرتسری، مولوی محمد حسین بٹالوی وغیرہ نے تحریک غیر مقلدیت کو آگے بڑھایا۔

عبدالحق بناری سید احمد رائے بریلوی اور اسماعیل دہلوی کے حلقہ بگوش میں تھے مگر کچھ ناشائستہ حرکتوں کی وجہ سے نکال دیئے گئے تھے۔ اور بنارس آ کر انکار تقلید کے فتنے کو اس علاقے میں پھیلایا۔

میاں نذیر حسین دہلوی کے استاذ اور خسر مولانا عبدالحق صاحب لکھتے ہیں:-
”سوبانی مبنی اس طریقہ احداث (غیر مقلدیت) کا عبدالحق ہے۔ جو چند روز سے بنارس میں رہتا ہے، بقول قاری عبدالرحمن پانی پتی، شاگرد شاہ اسحاق دہلوی، مولوی عبدالحق صاحب بناری نے ہزار ہا آدمی کو عمل بالحدیث کے پردہ میں قید مذہب (تقلید حنفیت) سے نکالا، اور مولوی صاحب نے ہمارے سامنے کہا کہ عائشہ حضرت علی سے لڑ کر مرتد ہوئی، اگر بے توبہ مری تو کافر مری اور صحابہ کو پانچ پانچ حدیثیں یاد تھیں۔ ہم کو سب کی حدیثیں یاد ہیں، صحابہ سے ہمارا علم بڑا ہے۔ صحابہ کو علم کم تھا۔“ (تعارف علماء اہل حدیث، از: مولوی نعیم الدین دیوبندی، لاہور، ص: ۲۶-۲۷)

میاں نذیر حسین دہلوی مونگیر بہار کے رہنے والے تھے۔ ۱۲۲۰ھ/۱۸۰۵ء میں سورج گڑھا گاؤں میں پیدا ہوئے اور ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء میں دہلی میں فوت ہوئے۔ غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل ہیں انگریز گورنمنٹ نے شمس العلماء کا خطاب دیا تھا۔ تقلید کے خلاف معیار الحق نامی کتاب لکھی، انگریزوں کے خلاف جہاد کو ناجائز قرار دیا۔

دہلی میں غیر مقلدیت کو منظم تحریک کی شکل میں چلانے والے اور انکار تقلید کو فروغ دینے والے سب سے پہلے غیر مقلد یہی ہیں۔ ”مفتی محمد شریف الحق امجدی“ تحریر فرماتے ہیں:-

”دہلی میں مولوی نذیر حسین سورج گدھی مونگیری نے دورہ حدیث کے بہانے اپنے گرد طلباء کی بھیڑ اکٹھا کر لی۔ اپنے اسباق میں وہ وہابیت کے ساتھ غیر مقلدیت کا بھی زہر گھول کر پلایا کرتے تھے۔

چونکہ دہلی اس عہد میں اہم علماء کا مرکز تھا، بکثرت مدارس تھے، جن میں منتخب روزگار علماء درس دیا کرتے تھے۔ اس لئے پورے ہندوستان سے تحصیل علم کا شوق رکھنے والے دہلی پہنچتے تھے۔ مگر کسی مدرسہ میں صرف حدیث پڑھانے کا التزام نہ تھا۔ میاں نذیر حسین صاحب نے صرف حدیث پڑھانے کا شغل شروع کیا، احادیث کی کشش طلبہ کو ان کے یہاں پہنچا دیتی تھی۔ جس سے وہ فائدہ اٹھا کر وہابیت اور غیر مقلدیت کی خفیہ خفیہ تعلیم دیتے رہتے جس کے نتیجے میں بہت سے سنی حنفی گھرانوں کے بچے میاں نذیر حسین صاحب مذکور کی تعلیم کے اثر سے وہابی غیر مقلد ہو گئے۔

مگر یہ کام خفیہ خفیہ ہوتا تھا، اس کا اثر فوری طور پر عوام تک نہ پہنچا، جب میاں صاحب کے غیر مقلد مولوی اپنے اپنے وطن گئے یا اپنے دوسرے ٹھکانوں پر گئے تو انہوں نے وہابیت، غیر مقلدیت پھیلانی شروع کی جس کے نتیجے میں ہندوستان کے مختلف علاقوں میں غیر مقلدیت کا زہر پھیل گیا۔ غیر مقلدین کے کئی مدرسے قائم ہو گئے۔“

(تحقیقات، ج: ۲، ص: ۴-۵)

فکر ولی اللہی اور وہابیت

فکر ولی اللہی سے ہم آہنگی کی حقیقت

ہندوستان کی راجدھانی دہلی میں دو ایسی عظیم ہستیاں آرام فرما ہیں، جن کے دم قدم سے ہندوستان میں علم حدیث پھیلا اور ان دونوں شخصیتوں نے اپنے اپنے دور میں، ملک بھر کے مذہبی ماحول پر گہرا اثر ڈالا اور یہ دونوں ہی ملک بھر کے مسلمانوں کے دینی مرجع رہے۔ ان میں سے ایک محقق علی الاطلاق شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی (ولادت ۹۵۸ھ/ ۱۵۵۱ء وفات ۱۰۵۲ھ/ ۱۶۴۲ء) ہیں۔ اور دوسرے شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی (ولادت ۱۱۱۲ھ/ وفات ۱۱۷۶ھ/ ۱۷۶۲ء) ہیں۔

ان دونوں کے عقائد و معمولات وہی ہیں، جو خیر القرون کے عقائد و معمولات تھے، گیارہویں اور بارہویں صدی ہجری تک (جوان دونوں بزرگوں کی صدی ہے) وہابیت کا فتنہ یہاں نہیں آیا تھا۔ تیرہویں صدی ہجری میں خاندان ولی اللہی کے ایک فرد یعنی شاہ صاحب کے پوتے اسماعیل دہلوی کے ذریعہ ہندوستان میں وہابیت درآمد ہوئی۔ فرنگی آقاؤں نے مسلمانوں میں تفریق پیدا کرنے کے لئے اس خانوادے کا انتخاب اس وجہ سے کیا کہ ہندوستان کے مسلمانوں پر اس کے زبردست مذہبی و علمی اثرات تھے، مگر اسی خاندان کے بزرگوں نے اسماعیل کے نظریات کی مخالفت شروع کر دی، اس لئے خاطر خواہ وہابیت نہ

پھیل سکی، ہاں وہابیت کا بیج ضرور پڑ گیا۔ اور کچھ مخصوص ایمان فروش قسم کے لوگ اسماعیل دہلوی کے جال میں ضرور پھنس گئے۔ جن کی مساعی سے وہابیت برگ وبار لائی۔ بعد میں وہابی علماء میں دو گروپ ہو گیا۔ ایک وہ جو تقلید کا منکر تھا۔ اس کی قیادت میاں نذیر حسین دہلوی وغیرہ نے کی اور دوسرا وہ جو تقلید کا قائل تھا۔ اس کی قیادت دیوبند کے قاسم نانوتوی اور رشید احمد گنگوہی وغیرہ نے کی۔

یہ دونوں ہی گروپ اسماعیل دہلوی کے بعد اپنے کو فکر ولی اللہی سے جوڑنے کی کوشش میں لگ گئے، اور اپنی وہابی فکر کو فکر ولی اللہی سے ہم آہنگ بنا کر فائدہ اٹھانے لگے۔

مقصد وہی تھا کہ شاہ ولی اللہ صاحب کا علماء و عوام پر جو اثر تھا، اس کو کام میں لا کر اپنی نئی وہابی فکر کو مقبول بنایا جائے۔ اور علماء و عوام آسانی سے اس نئی فکر کو اپنالیں، چنانچہ وہابیت نے ایسا کر کے خوب فائدہ اٹھایا اور اب بھی اٹھارہ ہی ہے، آج بھی غیر مقلد اور دیوبندی دونوں فرقے فکر ولی اللہی کا شارح و ترجمان اور علمبردار ہونے کا دم بھر رہے ہیں۔

جب کہ واقعہ یہ ہے کہ یہ محض فریب اور خیانت ہے، وہابی فکر اور ولی اللہی فکر میں کوئی بھی جوڑ نہیں ہے۔ شاہ صاحب سے فکری رشتہ جوڑنے کے لئے وہابیوں نے وہ سب کام کئے، جو شیطان بھی کرتے ہوئے شر مانتا ہوگا۔

وہابیوں کی حرکت

شاہ صاحب کی فکر صحیح معنوں میں وہ ہے، جو ان کی کتاب ”القول الجلی“، انفاس العارفین“ اور ”فیوض الحرمین“ میں ہے۔ مگر ان ظالموں نے اوّل الذکر دو کتابوں کو ڈیڑھ سو سال تک چھپائے رکھا اور شاہ صاحب کے نام سے کئی جعلی کتابیں لکھ کر ان کے نام منسوب کر دیں، اور جو کتابیں چھپ رہی تھیں ان میں حسب منشاء حذف و الحاق اور تحریف و ترمیم کر کے شاہ صاحب پر ایسے افکار و عقائد تھوپ دیئے جو ان کے حقیقی افکار و عقائد کے بالکل متضاد تھے۔

مولانا محمود احمد برکاتی مصنف ”شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان“ کے حوالے سے القول الجلی کے مقدمہ نگار شاہ ابوالحسن زید فاروقی لکھتے ہیں:-

”ان حضرات (علمائے خاندان ولی اللہی) کی تالیفات کی کیا بی اور نایابی اور ان میں تحریفات کا سلسلہ تو سقوط دہلی سے پہلے ہی شروع ہو چکا تھا اور بارہ کتابوں کے متعلق لکھا ہے کہ خاکسار کے علم میں ان کتابوں کا کوئی مخطوط نہیں ہے، اور لکھا ہے کہ شاہ صاحب کے مصنفات کو نایاب کر کے دوسرا قدم یہ اٹھایا گیا کہ اپنے مصنفات کو شاہ صاحب کی طرف منسوب کر دیا اور اپنے نظریات کی تبلیغ شاہ صاحب کے نام سے کی گئی، آپ نے (۱) البلاغ المبین (۲) تحفۃ الموحّد (۳) اشارہ مستمرہ (۴) قول سدید کے نام لکھے ہیں۔ اور لکھا ہے کہ مکمل رسائل و کتب تصنیف کر کے شاہ صاحب کی طرف منسوب کر دینے کے علاوہ ایک ہلاکت خیز حرکت یہ کی گئی کہ شاہ صاحب کی تالیف میں جاد بے جا ترمیم و اضافہ اور تحریف بھی کر دی گئی اور دس بارہ سطر کے بعد لکھا ہے، یہی معاملہ شاہ صاحب کے اخلاف کرام کی تالیف کے ساتھ کیا گیا۔

فاروقی صاحب آگے لکھتے ہیں:- مولانا برکاتی نے البلاغ المبین وغیرہ کا ذکر کر کے لکھا ہے مندرجہ رسائل میں اہل سنت و جماعت کے نظریات سے متضاد نظریات اور وہ تشددانہ افکار پیش کئے گئے ہیں، جن کو یہ حضرات (وہابیہ) تمسک بالکتاب والسنۃ کا نام دیتے ہیں اور جو ”کتاب التوحید“ (از محمد بن عبدالوہاب نجدی) کی بازگشت ہیں۔ اس طرح شاہ صاحب سے احناف کو، جن کی برصغیر میں اکثریت ہے بدظن کرنے کی کوشش کی گئی۔

(مقدمہ القول الجلی اردو، ص: ۵۷)

آگے مولانا سید محمد فاروق القادری مترجم کتاب ”انفاس العارفین“ کی تقدیم ص: ۲۸ کے حوالے سے لکھتے ہیں:-

اس امر کی طرف ”سید ظہیر الدین احمد“ (ولی اللہی، حنفی حضرت شاہ صاحب) نے اشارہ کیا ہے کہ صرف جعلی کتابیں ہی نہیں بلکہ الحاقات بھی ہوئے ہیں۔ مثال کے طور پر شاہ صاحب کی تہیمات کی یہ الحاقی عبارت پیش کی جاسکتی ہے، جو ان کی ساری تعلیمات میں

ہمارے محققین کو سب سے پہلے نظر آتی ہے۔ حالانکہ شاہ صاحب کے دوسرے نظریات سے وہ کوئی مناسبت نہیں رکھتی (اور پھر تحریف کرنے والوں کی یہ الحاقی عبارت لکھی ہے) (ہم ترجمے پر اکتفا کرتے ہیں۔ فروغ)

الحاق کی مثال

ہر وہ شخص جو کسی حاجت کے لئے شہر اجیر یا سالار مسعود کی قبر کو (بہرائج) جائے یا ان سے مشابہ کسی دوسرے جگہ جائے اس نے گناہ کیا، جو قتل کرنے اور زنا کرنے سے بڑا گناہ ہے کیا وہ اس شخص کی طرح نہیں ہے جو بنائی ہوئی چیزوں کی عبادت کرتا ہے یا جو کہ لات و عزئی کو پکارتا ہے۔ (ایضاً، ص: ۵۸)

اس جعلی عبارت کا الحاق ثابت کرنے کے لئے ہم ”القول الجلی“ سے صرف ایک اقتباس نقل کر رہے ہیں ”القول الجلی“ شاہ صاحب کے حالات اور عقائد و نظریات و معمولات پر مبنی کتاب ہے، جو شاہ صاحب کے خصوصی مسٹر شد اور سکرٹری اور ان کی بیشتر تصانیف کے املا کرنے والے حضرت شاہ محمد عاشق علی پھلتی کا یہ بیان کافی ہے کہ ”کوئی بات اس کتاب میں ایسی میں نے نہیں لکھی، جس کو میں نے آغتاب (شاہ ولی اللہ صاحب) سے مکرر کر عرض نہیں کر دی اور وہ شرف اصلاح سے مشرف نہ ہوگی۔ (القول الجلی اردو، ص: ۱۱۶)

مزارات پر شاہ صاحب کی حاضری

شاہ عاشق پھلتی افادہ کے تحت فرماتے ہیں: جب حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً کے سفر مبارک کی خواہش دامن گیر ہوئی اور عزم مبارک پختہ ہو گیا، تو ۸ ربیع الآخر ۱۱۳۳ھ کو اپنے بڑے ماموں شیخ عبید اللہ سلمہم اللہ تعالیٰ کی ہر ایسی میں براہ ”لاہور“ روانہ ہوئے، اس سفر پر ظفر میں جہاں کہیں بھی کسی ولی کا مزار ہوتا وہاں جاتے اور تھوڑی دیر ٹھہرتے اور اس کو جس قسم

کی نسبت حق سے ہوتی وہ آپ کو کشف ہوتی اس کو بالتفصیل بیان فرماتے، جب ”پانی پت“ پہونچے حضرت شاہ ”بوعلی قلندر“ اور شاہ ”شمس ترک پانی پتی“ و شاہ ”جلال“ قدس اللہ اسرارہم کے مزارات پر حاضری دی بعد ازاں ”سرہند“ پہونچ کر حضرت مجدد شیخ احمد سرہندی ”رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوئے، وہاں سے لاہور حضرت شیخ ”علی ہجویری“ قدس سرہ کے مزار پر حاضری دی، پھر ”ملتان“ پہونچ کر مخدوم ”بہاء الدین“ و شاہ ”رکن عالم“ قدس سرہما کے مزارات پر تشریف فرما ہوئے اور تمام اہل قبور کے احوال ایک ایک کر کے بیان فرمائے، شہر ”ملتان“ میں اکثر طالب علموں نے شرف بیعت حاصل کر کے شغل طریقت حاصل کئے، بعض تو آپ کی ایک ہی توجہ مبارکہ سے مرتبہ خودی پر پہونچ گئے اور ایک مدت کے بعد ہوش میں آئے۔

(القول الجلی اردو، ص: ۱۲۸)

یہ اقتباس خائن و ظالم اور فریبی و بے حیا و ہابیوں کے منہ پر زنائے دار طمانچے سے کم نہیں ہے، دونوں اقتباسوں کو ایک بار پھر پڑھئے اور غور کیجئے، ہم کوئی تبصرہ نہیں کرنا چاہتے، اسی ایک خیانت و فریب اور جعل سازی سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مظلوم شاہ صاحب پر اور کتنے ظلم ڈھائے گئے ہوں گے، بشمول عدم تقلید وہ تمام معتقدات جو شاہ صاحب کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں ان سب کی حقیقت ظاہر کرنے کی ضرورت ہے، یا رولی کی کارستانی کا ایک نمونہ ملاحظہ کر کے مولانا ”محمود احمد برکاتی“ کی یہ بات کافی اہمیت کی حامل اور توجہ کے لائق معلوم ہوتی ہے کہ کتاب (القول الجلی) جن حقائق پر مشتمل ہے وہ نہ صرف نئے بلکہ چونکا دینے والے بھی ہیں..... شاہ صاحب کے کلامی و فقہی مسلک اور انداز فکر کے متعلق اب تک ہمارا جو تاثر رہا ہے، کتاب کے مطالعے کے بعد ایک طبقہ کے لئے شاہ صاحب کی شخصیت میں جاذبیت بڑھ جائے گی، تو دوسرے طبقے (وہابیوں) کو شاہ صاحب سے اپنی نسبت خاطر اور وابستگی پر نظر ثانی کی ضرورت محسوس ہوگی۔

(القول الجلی کی بازیافت مشمولہ القول الجلی اردو، ص: ۳۵)

دارالعلوم وقف دیوبند کے شیخ الحدیث مولانا انظر شاہ کشمیری نے غالباً مولانا برکاتی کے مشورے پر عمل کر کے نظر ثانی کر لی ہے، کیونکہ وہ فرماتے ہیں:-

”دیوبندیت کو ولی اللہی فکر کا سرچشمہ قرار دینے میں مجھے تامل ہے۔“
(ماہنامہ البلاغ کراچی، مارچ ۱۹۶۹ء، ص: ۴۸)

شاہ صاحب کے حقیقی نظریات

جو شخص شاہ صاحب کے حقیقی عقائد و نظریات دیکھنا چاہے اسے خاص طور سے ”انفاس العارفين“ اور القول الجلی کا مطالعہ کرنا چاہئے، ان دونوں کتابوں میں علم غیب، توسل، استغاثہ، نداء یا رسول اللہ، شفاعت، سفر زیارت، میلاد عرس بیعت، چلہ کشی، مراقبہ، کشف و کرامت، تصرف باطنی اور تقلید کے ثبوت کثرت سے ملیں گے، جو سراسر وہابیت کے منافی ہیں، اسی لئے بعض اعیان وہابیہ شاہ صاحب سے اندر ہی اندر کڑھا بھی کرتے تھے ”سید سلیمان ندوی“ خلیفہ ”اشرف علی تھانوی“ نے مولوی ”مسعود عالم ندوی“ غیر مقلد کو ایک خط لکھا تھا:-

شاہ ولی اللہ کا مطالعہ بڑی احتیاط سے کرنا چاہئے، کیونکہ کہیں کہیں وہ کفر کی حدود تک پہنچ گئے ہیں۔

(رسالہ الرحیم، ص: ۶۲، فروری ۱۹۸۶ء بحوالہ مقدمہ القول الجلی، ص: ۶۱-۶۲)

ندوی صاحب کے ”کہیں کہیں“ سے مراد یہی اہل سنت کے عقائد ہیں جو وہابی مذہب میں کفر و شرک گردانے جاتے ہیں۔

شاہ صاحب اور تقلید

شاہ صاحب سے متعلق یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ تقلید کے قائل نہیں تھے مگر بات خلاف واقعہ معلوم ہوتی ہے، اس لئے کہ شاہ صاحب لکھتے ہیں:

جب ہند اور ماوراء النہر کے شہروں میں کوئی بے علم شخص ہو اور وہاں کوئی شافعی، مالکی اور حنبلی عالم نہ ہو اور ان مذاہب کی کوئی کتاب بھی نہ ہو تو اس پر امام ابوحنیفہ کے مذہب کی تقلید واجب ہے اور اس پر حرام ہے کہ امام کے مذہب کو ترک کرے، کیونکہ وہ اس وقت شریعت کا قلدہ اُتار پھینکے گا اور بے کار اور مہمل رہ جائے گا۔ (الانصاف، ص: ۳۲)

ایک اور مقام پر شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں:-
(دوران مکاشفہ) مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بتایا کہ مذہب حنفی کا طریقہ تمام طریقوں میں سب سے زیادہ سنت معروفہ (احادیث) کے موافق ہے۔ (فیوض الحرمین ص: ۴۸)

ایک اور شہادت دیکھئے، شاہ صاحب حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں!
یہ چاروں فقہی مذاہب جو اس وقت رائج ہیں، ان میں سے کسی ایک کی تقلید پر زمانہ قدیم سے لے کر آج تک امت اسلامیہ کا اتفاق رہا ہے۔ اور اس میں بڑی مصلحتیں ہیں، بالخصوص ہمارے اس دور میں تو اس پر عمل کرنا بہت ضروری ہے، کیونکہ آج کل عقلوں میں کوتاہی آچکی ہے۔ اور لوگوں کے دلوں میں خواہشات نفسانیہ بھری ہوئی ہیں، اور ہر شخص اپنی عقل اور سمجھ کو سب سے بہتر سمجھتا ہے اس لئے ان مذاہب میں سے کسی ایک کی تقلید ضروری ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ، ج: ۱، ص: ۱۵۴)

تقلید

تقلید کی ضرورت

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ ہر چیز کا شرعی حکم قرآن و حدیث میں صراحتاً مذکور نہیں ہے، بعض احکام اجتہاد ہی کے ذریعہ معلوم ہو سکتے ہیں۔ اس لئے اجتہاد کی ضرورت مسلم ہے اور اجتہاد کی ترغیب قرآن مجید میں دی گئی ہے:

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ (سورہ نحل: ۴۳)

”اور ہم نے آپ کی طرف قرآن اتارا تاکہ آپ لوگوں سے وہ باتیں بیان کر دیں جو ان کے پاس بھیجی گئی ہیں، اور تاکہ وہ بھی غور و فکر کریں۔“ جن باتوں میں غور و فکر کی ترغیب دی گئی ہے، وہ وہی اجتہادی مسائل ہیں، جن میں مجتہدین اجتہاد فرماتے ہیں۔

ایک بات اور بھی ہے کہ ہر ایک مسلمان عالم نہیں ہوتا۔ یا عالم ہو تو اتنا بڑا عالم نہیں ہوتا اور نہ ہر ایک عالم کے پاس اتنی زیادہ ذہانت و فقاہت ہی ہوتی ہے کہ وہ خود سے اجتہاد کر کے حکم شرعی معلوم کر سکے، اس لئے اسے دوسرے سے دریافت کر کے اس کی تقلید کرنی پڑے گی۔ قرآن میں دریافت کرنے کا حکم بھی موجود ہے۔

فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (سورہ انبیاء: ۱۳)

اگر تم نہ جانتے ہو تو جان کاروں سے پوچھ لیا کرو۔

حدیث میں بھی پوچھنے کی بات کہی گئی ہے۔

إِنَّمَا شَفَاءُ الْعِيِّ السُّوَالُ

عاجز کی شفا پوچھنے میں ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ عام مسلمان جو قرآن و حدیث سے براہ راست شرعی احکام کا استخراج نہیں کر سکتے، انہیں کسی مجتہد سے وابستہ رہنا یعنی اس کی تقلید کرنا ضروری ہے۔

تقلید کا مطلب:

تقلید کا لغوی معنی، گلے میں پٹہ ڈالنا ہے۔

تقلید کا شرعی معنی، دلیل میں نظر کئے بغیر غیر کی بات پر عمل کرنا، [التعريفات للبحر جانی، ص: ۶۴] یعنی شرعی احکام جیسے نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ وغیرہ مسائل میں کسی مجتہد کے اجتہاد پر عمل کرنا۔

تقلید کس پر واجب ہے:

مکلف مسلمان دو طرح کے ہوتے ہیں (۱) مجتہد (۲) غیر مجتہد (مقلد)

مجتہد: وہ ہے جس میں اس قدر علمی لیاقت ہو کہ قرآنی اشارات و رموز سمجھ سکے اور کلام کے مقصد کو پہچان سکے، اس سے مسائل نکال سکے، ناخ و منسوخ کا پورا علم رکھتا ہو، علم صرف و نحو و بلاغت وغیرہ میں اس کو پوری مہارت حاصل ہو، احکام کی تمام آیتوں اور احادیث پر اس کی نظر ہو، اس کے علاوہ ذکی اور خوش فہم ہو۔ [تفسیرات احمدیہ وغیرہ بحوالہ جاء الحق ۲] **غیر مجتہد یا مقلد:** جو مسلمان مذکورہ اوصاف کا حامل نہ ہو وہ غیر مجتہد اور مقلد ہے، جس پر مجتہد کی تقلید ضروری ہے۔

تقلید شخصی واجب ہے:

فقہ اسلامی کے چار اماموں امام اعظم ابوحنیفہ، امام احمد بن حنبل، امام شافعی اور امام مالک میں سے کسی ایک معین کی تقلید واجب ہے، اور نجات والا گروہ اب انہیں چار مذاہب میں منحصر ہے۔

علامہ سید احمد طحاوی مصری فرماتے ہیں:

هذه الطائفة الناجية قد اجتمعت اليوم في هذه الأربعة وهم الحنفيون والمالكيون والشافعيون والحنبلون رحمهم الله تعالى ومن كان خارجا عن هذه الأربعة في هذا الزمان فهو من أهل البدعة والنار
”اور یہ نجات والا گروہ اب چار مذاہب میں مجتمع ہے، حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی، اللہ تعالیٰ ان سب پر رحمت نازل فرمائے، اس زمانے میں ان چار سے باہر ہونے والا بدعتی اور جہنمی ہے۔“

[حاشیہ الطحاوی علی الدرر ج: ۳، ص: ۱۵۳، بحوالہ فتاویٰ رضویہ، مترجم ج: ۶، ص: ۶۷۱]

امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں:

”مخالفتہ للمقلد متفق علی کونہ منکر ابین المحصلین“
”تمام منتہی فاضلوں کا اجماع ہے کہ مقلد کا اپنے امام مذہب کی مخالفت کرنا شنیع اور واجب الانکار ہے۔“ (فتاویٰ رضویہ مترجم ج: ۶، ص: ۷۰۶)

شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں:

”بعد المأتین ظهر بينهم التمدد للجماعات بأعيانهم وقل من كان لا يعتمد على مذهب مجتهد بعينه“
ترجمہ: ”دو صدی کے بعد مسلمانوں میں تقلید شخصی نے ظہور کیا کم کوئی رہا جو ایک امام معین کے مذہب پر اعتماد نہ کرتا ہو۔“

[الانصاف، ص: ۵۹، بحوالہ فتاویٰ رضویہ مترجم ج: ۶، ص: ۷۰۳، ۷۰۴]

اس دور میں چار ہی اماموں میں کسی ایک امام کے مذہب کی تقلید واجب ہونے کی وجہ غیر مقلدین کے معتمد قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے اپنی تفسیر مظہری میں یہ بیان کی ہے:

”اہل سنت تین چار قرن کے بعد ان چار مذاہب پر منقسم ہو گئے اور فروع مسائل میں ان مذاہب اربعہ کے سوا کوئی مذہب باقی نہ رہا۔“

(فتاویٰ رضویہ مترجم ج: ۶، ص: ۷۰۵)

بہی بات شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ بھی بیان فرماتے ہیں:

”تبع تابعین کے دور میں حوادث و واقعات اور مسائل بکثرت پیدا ہوئے، اجتہاد کی کثرت ہوئی، احادیث اور مسائل فقہیہ میں اختلاف عام ہوا، اس وقت مشہور چار اماموں کے علاوہ بہت سے مجتہدین تھے، لیکن مشرق و مغرب میں چار اماموں کے پیروکار ہی باقی رہے، مغرب کے تمام لوگ مالکی ہیں، ان میں کوئی بھی غیر مالکی نہیں، روم، ماوراء النہر (وسط ایشیائی ممالک) اور ہندوستان کے تمام باشندے حنفی ہیں، ان میں کوئی بھی غیر حنفی نہیں ہے، (الا ماشاء اللہ) دوسرے ممالک میں شافعیہ اور حنابلہ ملے جلتے ہیں، البتہ شافعیہ کی اکثریت ہے۔“

(تعارف فقہ و تصوف، تصنیف: شیخ عبدالحق محدث دہلوی،

ترجمہ: علامہ عبدالحکیم شرف قادری ص: ۲۰۲، ۲۰۳)

چاروں مذاہب فقہ حق ہیں:

شیخ محقق فرماتے ہیں:

”تمام مجتہدین صواب پر ہیں اور تمام مذاہب عمل کے اعتبار سے حق ہیں، جیسے کہ ہر مجتہد مصیب ہے، اور اپنے اجتہاد کے فیصلے پر عمل کرنے کا پابند ہے، یہی ہر مجتہد کے مقلدین کا حال ہے۔“ (ایضاً، ص: ۲۹۹)

چاروں مذاہب کی مثال:

شیخ فرماتے ہیں:

”یہ حکم، مسائل فرعیہ (نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ وغیرہ مسائل) میں ہے، جہاں تک اصول اعتقادیہ کا تعلق ہے، ان پر چاروں امام متفق ہیں، فللہ الحمد۔ نظر انصاف میں چاروں مذاہبوں کو مثال ایک گھر کے چار دروازوں کی ہے، انسان جس دروازے سے داخل ہو، گھر تک پہنچ جائے گا۔“ (ایضاً، ص: ۲۹۹)

غیر مقلدین کے لئے لمحہ فکر یہ:

غیر مقلدین، جو تقلید کے منکر و مخالف ہیں، وہ بھی تقلید پر مجبور ہیں، کیوں کہ تقلید ایک فطری ضرورت ہے، جس سے چاہے کبھی چھٹکارا نہیں مل سکتا، ہر آدمی بہر حال مقلد ہے، چاہے اپنے کو غیر مقلد ہی کہتا ہو، ایک غیر مقلد عالم نواب وحید الزماں حیدر آبادی (متوفی ۱۳۲۸ھ/۱۹۲۹ء) کو اپنے غیر مقلد بھائیوں سے اسی چیز کا شکوہ ہے کہ وہ غیر مقلد ہو کر بھی تقلید کرتے ہیں۔

ہمارے اہل حدیث (غیر مقلد) بھائیوں نے ابن تیمیہ (متوفی ۷۲۸ھ/۱۳۲۸ء) ابن قیم (متوفی ۷۵۱ھ/۱۳۵۰ء)، شوکانی (متوفی ۱۲۵۰ھ/۱۸۳۳ء) اور شاہ ولی اللہ (متوفی ۱۱۷۶ھ/۱۷۶۲ء) اور مولوی اسماعیل صاحب (متوفی ۱۲۳۷ھ/۱۸۲۱ء) کو دین کا ٹھیکیدار سمجھ رکھا ہے، جہاں کسی مسلمان نے ان بزرگوں کے خلاف کسی قول کو اختیار کیا، بس اس کے پیچھے پڑ گئے، اور بڑا بھلا کہنے لگے..... بھائیو! ذرا غور تو کرو اور انصاف کرو جب تم نے ابو حنیفہ، شافعی کی تقلید چھوڑی تو ابن تیمیہ اور ابن قیم اور شوکانی جو ان سے بہت متاخر ہیں، ان کی تقلید کی کیا ضرورت ہے؟

فروغ احمد اعظمی مصباحی

ساکن کریم الدین پور، گھوسی، ضلع متوی پی

استاذ دارالعلوم علیہ، جمد اشاہی، ضلع بستی

۱۷/رجب ۱۴۲۱ھ/۱۶/اکتوبر ۲۰۰۰ء

پیغام اعلیٰ حضرت

امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

پیارے بھائیو! تم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھولی بھالی بھیڑیں ہو بھیڑیے تمہارے چاروں طرف ہیں یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکا دیں تمہیں فتنے میں ڈال دیں تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں ان سے بچو اور دور بھاگو دیوبندی ہوئے، رافضی ہوئے، نجیری ہوئے، قادیانی ہوئے، چکڑالوی ہوئے، غرض کتنے ہی فتنے ہوئے اور ان سب سے نئے گاندھوی ہوئے جنہوں نے ان سب کو اپنے اندر لے لیا یہ سب بھیڑیے ہیں تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں ان کے حملوں سے اپنا ایمان بچاؤ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم، رب العزت جل جلالہ کے نور ہیں حضور سے صحابہ روشن ہوئے، ان سے تابعین روشن ہوئے، تابعین سے تبع تابعین روشن ہوئے، ان سے ائمہ مجتہدین روشن ہوئے ان سے ہم روشن ہوئے اب ہم تم سے کہتے ہیں یہ نور ہم سے لے لو ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو وہ نور یہ ہے کہ اللہ و رسول کی سچی محبت ان کی تعظیم اور ان کے دوستوں کی خدمت اور ان کی تکریم اور ان کے دشمنوں سے سچی عداوت جس سے خدا اور رسول کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ پھر وہ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو فوراً اس سے جدا ہو جاؤ جس کو بارگاہ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ معظم کیوں نہ ہو، اپنے اندر سے اسے دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔

(وصایا شریف ص ۳۳ از مولانا حسنین رضا)

فروع اہلسنت کے لئے.....امام اہلسنت کا دس نکاتی پروگرام

- ۱۔ تعلیم الشان مدارس کھولے جائیں، باقاعدہ علمیں دیں۔
- ۲۔ طلبہ کو وظائف میں کہنوائی درخواستیں گرویدہ ہوں۔
- ۳۔ مدرسوں کی پیش قراستیاں ان کی کاروائیوں پر دی جائیں۔
- ۴۔ طلبہ کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ ملازم دیکھا جائے، مقول ولفیہ کے کام میں لگایا جائے۔
- ۵۔ ان میں جو تیار ہوئے جائیں انہیں دس کر ملک میں پھیلانے جائیں کہ تحریز او تقریر اور وعظ و مناظرۃ اشاعت دین و دہرپ کریں۔
- ۶۔ حمایت مذہب و دین بد مذہبوں میں مفید کتب و رسائل مکتوبوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں۔
- ۷۔ تصنیف شدہ اور نو تصنیف شدہ رسائل مہرہ اور خوشخط پچاسپ کر ملک میں مفت تقسیم کرائیں۔
- ۸۔ شہروں شہروں آپ بکے ملے گمراہ رہیں ہمیں جس قسم کے اذکار یا مناظرہ یا تصنیف کی حاجت ہو آپ راہکاروں میں آپ مکتوبی امداد سے لئے اپنی فوجیں، میزین اور رسالے بھیجے رہیں۔
- ۹۔ جو ہم میں قوی کار و وجود و راہی معاش میں شغول ہیں وظائف مقرر کر کے فادہ الہال دے دیں اور جس کام میں انہیں مہارت ہو دے دیں۔
- ۱۰۔ آپ کے نزدیک اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً قسم کے حمایت مذہب میں مضامین تمام ملک میں قیمت دیا قیمت روزانہ دیا تم سے قیمت وار پچھاتے رہیں۔
- ۱۱۔ مہرے کا ارشاد ہے کہ "آخر زمانہ میں دین کا کام بھی درم و دنیا سے چلے گا" اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق و صدوق علیہ السلام کا کلام ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۳، صفحہ ۱۳۳)